"بہ روز کرم مبارک سبحان من یرانی" (الہام حضرت مسیح موعود)

"دو شنبہ ہے ۔ دو شنبہ مبارک" (الہام مسیح موعود)

آج (۲۴ر نومبر ۱۹۲۴ء) کا دوشنبہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں اسلئے نہایت ہی مقدس یادگار سمجھا جائے گا۔ کہ اس دن خدا تعالیٰ کی منشاء اور مصلحت کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ سے واپسی پر قادیان دارالامان میں رونق افروز ہو کر خدا تعالیٰ کے مندرجہ بالا الہام کو پورا فرمایا۔ جو حضور ہی کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضور مع وفد انبالہ سے اسپیشل ٹرین میں رات کے ۱۲ بجے بٹالہ پہنچے۔ صبح ۲۴ر نومبر ۹ بجے موٹر سوار پر آئے۔ جہاں جماعت احمدیہ استقبال کے لئے جمع تھی۔ دو ہزار آدمیوں نے مصافحہ کیا۔ حضور پہلے پیدل مقبرہ بہشتی گئے وہاں سے اللہ اکبر کے نعروں میں انہوں ساجد برن پڑھتے ۱۲ بجے دار مسجد مبارک ہوئے۔ جہاں حضور نے مع رفقاء با جماعت دو رکعت نفل ادا کئے۔ پھر مسجد کے دروازہ سے چوک میں جمع شدہ مجمع کو السلام علیکم کہہ کر گھر تشریف لے گئے۔ مفصل آئندہ

نظم

صبح مسرت

از سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آج ہر ذرہ سرِ طور نظر آتا ہے
جس طرف دیکھو وہی نور نظر آتا ہے

ہم نے ہر فضل کے پردے میں اُسی کو پایا
وہی جلوہ ہمیں مستور نظر آتا ہے

جس کے محبوب کی آمد ہے کہ ہر خورد و کلاں
نشۂ عشق میں مخمور نظر آتا ہے

شکر کرنے کی بھی طاقت نہیں پاتا جسدم
کیا ہی نادم دلِ مجبور نظر آتا ہے

الحمد للہ شنیدیم کہ آں مے آید
سوئے گلشن چہ عجب سروِ رواں مے آید

آج ہر ایک ہے مشتاقِ لقائے شہِ دیں
گھر میں بیٹھا کوئی رہ جائے یہ ممکن ہی نہیں

ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ رے شوق
خوف ہے اوروں سے پیچھے نہ میں رہ جاؤں کہیں

سر اٹھانے کی نہ بستر سے جو ہمت پائے
کیا کرے آہ! وہ مجبور وہ زار و غمگیں

رکھ تسلی دلِ بیمار ابھی آتے ہیں
دردِ مزمن کی دوا باعثِ روح و تسکیں

مرہمِ زخمِ دلِ مادرِ مہجور و حزیں
زینتِ پہلوئے ما۔ جانِ جہاں مے آید

گلشنِ حضرتِ احمدؑ میں چلی بادِ بہار
ابرِ رحمت سے برسنے لگے پیہم انوار

بچے ہنستے ہیں خوشی سے تو بڑے ہیں دلشاد
جذبۂ شوق کے ظاہر ہیں جبیں پر آثار

تازگی آگئی چہروں پہ کھلے جاتے ہیں
دل کی حالت کا زباں کر نہیں سکتی اظہار

مژدۂ وصل لئے صبحِ مسرت آئی
فضلِ مولا سے ہوئی دور اداسی یکبار

نور مے بارد و شاداں در و سقف و دیوار
اے خوشا وقت۔ مکیں سوئے مکاں مے آید

سفرِ یورپ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی واپسی پر ہدیہ مبارکباد

ہو تجھ کو صد مبارک! یورپ سے آنیوالے
خدامِ منتظر کو چہرہ دکھانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک! ظلمت مٹانیوالے
مغرب میں جاکے سورج حق کا چڑھانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک! ہمت دکھانیوالے
پرچم صداقتوں کے ہر سو اڑانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک! ابنِ مسیحِ صادق
اس سلسلہ کی شان و شوکت بڑھانیوالے

ہو تجھ کو صد مبارک! آرامِ جانِ عالم
روتوں کو ایک دم میں آکر ہنسانیوالے

اسلام کی حقیقت تجھ سے ہوئی ہویدا
مغرب کی وادیوں میں سکہ بٹھانیوالے

کشفِ مسیحِ احمدؑ پورا ہوا ہے تجھ سے
ممبر پہ چڑھ کے طائر قبضہ میں لانیوالے

بادِ بہار ہے تو۔ آنا ترا مبارک
دم بھر میں باغِ دل کو میرے کھلانیوالے

صدقے ہو جانِ جاناں سب کچھ ہی کردوں قرباں
بیتاب شاد کو بھی شاداں بنانیوالے

خیر مقدم حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

شکر صد شکر! جماعت کا امام آتا ہے
الحمد للہ! کہ با نیل مرام آتا ہے

زیبِ دستار کئے فتح و ظفر کا سہرا
دِلہیم کُن کُنگرۂ روم۔ فاتحِ شام آتا ہے

مغرب الشمس کے ملکوں کو منور کرکے
اپنے مرکز کی طرف ماہِ تمام آتا ہے

پاس مینارِ دمشقی کے بصد جاہ و جلال
ہو کے نازل یہ مسیحا کا غلام آتا ہے

مرحبا! ہوگئی لندن میں وہ مسجد تعمیر
جس کی دیوار پہ محمود کا نام آتا ہے

سچ بتانا تمہی اے مدعیانِ ایمان
کون ہے آج جو اسلام کے کام آتا ہے

عظمتِ سلسلہ قائم ہوئی اسکے دم سے
خوب پہنچا نا اسے حق کا پیام آتا ہے

آج سورج نکل آیا یہ کدھر مغرب سے!
ہم سمجھتے تھے کہ مشرق سے مدام آتا ہے

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید

اے خوشا وقت! کہ پھر وصل کا ساماں ہو وہی
دستِ عاشق ہے وہی یار کا داماں ہے وہی

ہوگئی دور غمِ ہجر کی کلفت ساری
للہ الحمد کہ اللہ کا احساں ہے وہی

پھر مرے بادہ گسار و وہی ساقی آیا
مے وہی۔ جام وہی۔ مجلسِ رنداں ہے وہی

کارِ سرکار کیا خواب و خورش کرکے حرام
دیکھ لو پھر بھی بہارِ رخِ تاباں ہے وہی

سامنے بیٹھے ہیں اس بزم کے میخوارِ قدیم
بیعتِ دل ہے وہی۔ قلب میں ایماں ہے وہی

قادیاں! تجھ کو مبارک ہو ورودِ محمود
خوب پہچان لے۔ شاہنشہِ خوباں ہے وہی

آج رونق ہے عجب کوچہ و برزن میں ترے
بادہ خواروں کے لئے عیش کا ساماں ہے وہی

رشکِ تجھ پر نہ کرے چرخِ چہارم کیونکر
طورِ سینا پہ ترے جلوۂ فاراں ہے وہی

آمدِ خیرِ رسل ہے۔ حضرتِ احمدؑ کا نزول
اس زمانہ کے لئے مرسلِ یزداں ہے وہی

ز آتشِ وادیٔ ایمن نہ منم خرم و بس
موسیٰ اینجا بامیدِ قبسے می آید

آپ وہ ہیں جنہیں سب راہ نما کہتے ہیں
اہلِ دل کہتے ہیں اور اہلِ دعا کہتے ہیں

آپ کو حق نے کہا سخت ذکی اور فہیم
مظہرِ حق و علی۔ ظلِ خدا کہتے ہیں

رستگاری کا سبب آپ ہیں قوموں کیلئے
ہر مصیبت کی تمہیں لوگ دوا کہتے ہیں

آپ وہ ہیں کہ جنہیں فخرِ رسل کا ہے خطاب
دیکھنے والے تمہیں صلِّ علیٰ کہتے ہیں

استجابت کے کرشمے ہوئے مشہورِ جہاں
آپ کے در کو درِ فیض و عطا کہتے ہیں

کوئی آتا ہے یہاں سائلِ دنیا بنکر
مقصد اپنا وہ زر و مال و غنا کہتے ہیں

رزق اور عزت و اولاد کے گاہک ہیں کوئی
بخشوانے کو کوئی اپنی خطا کہتے ہیں

کوئی دربار میں آتا ہے کہ مل جائیں علوم
کوئی اپنے کو طلبگارِ شفا کہتے ہیں

نیک بننے کے لئے سینکڑوں در پر ہیں پڑے
خود کو مشتاقِ رہِ زہد و تقیٰ کہتے ہیں

طالبِ جنتِ فردوس ہیں اکثر عاقل
دارِ فانی کو فقط ایک سرا کہتے ہیں

میری اک عرض ہے اور عرض بھی مشکل یہ بہت
دیکھئے۔ آپ بھی سنکر مجھے کیا کہتے ہیں

جس کی فرقت میں تڑپتا ہوں۔ وہ کچھ رحم کرے
یعنی ملجائے مجھے جس کو خدا کہتے ہیں

ہیچکس نیست کہ در کوئے تواش کارے نیست
ہر کس اینجا بامیدِ ہوسے می آید

جرعۂ دہ کہ بہ میخانۂ اربابِ کرم
ہر حریفے ز پئے ملتمسے می آید

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور ہدیہ مبارکباد

جماعت احمدیہ کی طرف سے

سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس عظیم الشان اور بے مثل سفر سے حضور کی بخیرو عافیت اور کامیاب و بامراد واپسی پر جس میں خدا تعالیٰ نے حضور کے دست مقدس پر اسلام کی صداقت اور حقانیت کے ایسے ایسے زبردست نشان دکھائے ہیں۔ جنہیں مغرب کے مادہ پرست اور دین سے بے بہرہ لوگ بھی دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئے ہیں۔ حضور کا ناچیز خادم اخبار "الفضل" تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدیہ صد مبارکباد پیش کرتا ہے۔ وہ ایام فرقت جن کے بعد آج خدا تعالیٰ نے حضور کے چہرہ پُر نور کی زیارت کی نعمت عطا کی ہے۔ اور وہ مہجوری کے دن جن کی یاد بھی آج سخت ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ جس بیتابی اور اضطراب کے ساتھ گذرے ہیں اس کا کسی قدر اندازہ حضور کو اپنے خدام کے ان جذبات اور احساسات سے ہوا ہو گا۔ جو "الفضل" کے صفحات پر نمایاں ہوتے رہے ہیں لیکن نہ تو "الفضل" کے محدود صفحات پورے طور پر ان مخلصانہ جذبات کے اظہار کے لئے کافی تھے۔ اور نہ وہ جذبات جو حضور کے ہر ایک خادم کے دل میں بڑے جوش کے ساتھ موجزن تھے۔ حیطہ تحریر میں آ سکتے تھے۔ اس لئے "الفضل" ان کا عشر عشیر بھی ظاہر نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی اپنی کم مائگی کی وجہ سے احباب منتظر کی اس پیاس کو بجھا سکا۔ جو انہیں حضور کے ایک ایک لمحہ کی حالت سے آگاہ ہونے کے متعلق بے چین و بے قرار کئے ہوئے تھی۔ "الفضل" نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی۔ اور خدا تعالیٰ نے کارکنان الفضل کو خاص طور پر ان ایام میں توفیق بخشی۔ کہ جماعت کو اپنے پیارے اور محبوب امام کے حالات سے جلد از جلد آگاہ کر سکیں لیکن ہر خبر جو پہنچائی جاتی تھی۔ وہ جذبات شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیتی۔ اور ہر اطلاع جو شائع کی جاتی۔ اضطراب اور بے چینی میں اضافہ کر دیتی۔ خاص کر ایک طرف حضور کی مسلسل اور نہایت تشویشناک علالت کی اطلاعیں اور دوسری طرف حضور کی دن اور رات عظیم الشان مقاصد کی تکمیل میں مصروفیت کی خبریں نہایت ہی بے چین کر دینے والی تھیں۔ اس اضطراب اور بے چینی میں حضور کے مخلصین کے ہاتھ اسی قادر و توانا ہستی کی طرف اٹھتے رہے جسکی رضا کی خاطر حضور اس مہم عظیمہ پر روانہ ہوئے تھے۔ اور ان کے ماتھے اسی رحیم و کریم خدا کے آگے جھکتے رہے۔ جو اپنے آگے گرنے والوں کو اٹھاتا اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس نے جماعت احمدیہ کی نہایت ہی مضطربانہ دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ اور محض اپنے فضل و کرم سے یہ دن نصیب کیا۔ جبکہ حضور بخیر و عافیت کامیابی اور کامرانی کا سہرا جبین مبارک پر رکھے قادیان دارالامان میں رونق افروز ہو کر اپنی مخلص جماعت کے قلوب کی تسکین اور آرام کا باعث بن رہے ہیں۔ اور "الفضل" کو یہ شرف حاصل ہو رہا ہے کہ حضور کی خدمت مبارک میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے نہایت مخلصانہ ہدیہ مبارکباد پیش کر رہا ہے۔

حضور کے ذریعہ جماعت پر خدا تعالیٰ کے جو عظیم الشان فضل ہو رہے ہیں۔ ان میں سے حضور کی اتنے لمبے سفر سے بخیر و عافیت اور نہایت کامیاب واپسی بھی ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اور جماعت اس کے لئے جس قدر سجدات شکر بجا لائے۔ کم ہے۔ آج جماعت کے ہر ایک چھوٹے بڑے مرد و عورت کا دل حضور کی مبارک آمد پر خوشی اور مسرت کے جذبات سے اسقدر لبریز ہے کہ الفاظ اس کے بیان سے قطعاً قاصر ہیں۔ وہ چہرے جو حضور کی فرقت کی وجہ سے کملائے ہوئے تھے۔ آج گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ نظر آ رہے ہیں۔ وہ قلوب جو بے چینی اور اضطراب سے بھرے ہوئے تھے۔ آج آرام اور تسکین کی راحت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ کیونکہ آج جماعت اپنی ان دعاؤں کی قبولیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سُن رہی ہے۔ جو حضور کی کامیابی اور بخیر و عافیت واپسی کے لئے روزانہ نہایت اخلاص اور محبت سے کرتی رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان فضل اور رحم نے جماعت کو ایک نئی زندگی اور نئی رُوح عطا کی ہے۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ کس طرح اسکے فضل سے ہر موقع اور ہر محل پر کامیابی حضور کے قدم چومتی رہی ہے۔ کیونکر حضور مشکلات اور حوادثات پر غالب آتے رہے ہیں۔ اور آج تمام مراحل سفر طے کرنے کے بعد اس مقدس مقام میں تشریف لے آئے ہیں جہاں خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کو منور کرنے کے لئے اپنا وہ نور نازل کیا جس کی کرنیں حضور کے ذریعہ دنیا کے دُور دراز کونوں تک پہنچ گئی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" وہ حرف بحرف پُورا ہو گیا ہے۔

پیارے آقا! اس فرقت کے زمانہ میں جماعت پر یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہو گئی ہے۔ کہ وہ ایک واجب الاطاعت امام اور پیشوا کی رہنمائی کی ہر وقت اور ہر لحظہ کسقدر محتاج ہے۔ جس طرح ایک بڑا بھاری پتھر ساکن اور غیر متحرک پانی میں گر کر اسمیں تلاطم پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہر چھوٹے بڑے واقعہ سے جو حضور کے دوران سفر میں جماعت کے متعلق ہوا۔ اہل جماعت کے قلوب کی حالت ہوتی رہی۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ سوائے ان خوش کن خبروں کے جو حضور کے اعلائے کلمۃ اللہ میں کامیاب و فتحمند ہونے کے متعلق تھیں۔ مضطرب اور بے چین کر دینے والے واقعات اور حالات اس چند ماہ کے عرصہ میں اس کثرت سے رونما ہوئے کہ جن کی نظیر احمدیت کی تاریخ میں پہلے نہیں مل سکتی۔ اس سے جماعت کے قلوب پر یہ بات نقش ہو گئی ہے کہ مرکز میں حضور کی موجودگی بھی اسے بہت سے مصائب اور مشکلات سے بچانے کا باعث ہے۔ اور خدا تعالیٰ حضور کی دعاؤں کی برکت سے جماعت کو آزمائشوں اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ الحمد للہ کہ حضور اب مرکز میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ اور اس کا فوری اثر یہ ہے کہ جماعت اپنے قلوب میں بے انتہا سکینت اور اطمینان محسوس کر رہی ہے۔ دشمنوں کی سختیاں اور اندرونی و بیرونی مخالفوں کے جَور اسے بھول گئے ہیں ؛

امام محترم! جماعت پہلے بھی حضور کی اس شفقت اور محبت سے ناواقف نہ تھی۔ جو حضور کو اپنے وابستگان دامن سے ہے۔ لیکن اس سفر کے دوران میں حضور نے جن پاکیزہ اور مشفقانہ جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔ اور جس قدر محبت اور الفت میں ڈوبے ہوئے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کے بار گراں سے ہر ایک خادم سرنگوں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ میں کوئی ایسی خوبی نہیں پاتا۔ جو اسے حضور کی اسقدر شفقت کا مستحق بنا ئے۔ اور وہ اسے حضور کی محض ذرہ نوازی سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اسے ایسا مشفق اور مہربان امام عطا فرمایا ہے۔ ایسے پاک اور شفیق امام پر جماعت احمدیہ جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔ اور اپنی خوش بختی پر جس قدر بھی اترائے۔ تھوڑا ہے۔

سیدنا! آپ کی جماعت نے آپ کی ہر آواز پر ہمیشہ لبیک کہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسے حضور کے ارشادات کی تعمیل کرنے کی ہمیشہ توفیق بخشی ہے۔ لیکن جس عظیم الشان مہم کو سر کر کے آپ کامیاب واپس آ رہے ہیں۔ اس نے حضور کے خدام میں نیا ولولہ اور نیا جوش پیدا کر دیا ہے۔ اور وہ سچے دل سے ہر اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں جو حضور ان کی بہتری اور دین و دنیا میں سرخروئی کے لئے فرمائینگے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق بخشے۔ اور ہمیں حضور کی منشا اور خواہش کے مطابق خادم دین بنائے۔ آمین

اس موقعہ پر جماعت ان خوش قسمت اور سعادتمند اصحاب کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے جنہیں اس مبارک سفر میں حضور کی رفاقت کا شرف حاصل ہُوا۔ اور جنہیں اس مہم میں خدمت سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ پیچ ہے سے

این سعادت بزور بازو نیست ۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ ایڈریس جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ۱۸ نومبر حضرت خلیفۃ المسیح کے بمبئی رونق افروز ہونے پر پیش کیا (ایڈیٹر)

ساحل سمندر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خیر مقدم

جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

بحضور حضرت اولو العزم خلیفۃ المسیح ثانی ایدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ حضور کے اس غلام کو حضرت امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب نے تمام جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے حضور کے قدموں میں ساحل سمندر پر حاضر ہونے کے لئے اور سب کی طرف سے خیر مقدم اور مبارکباد عرض کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور سے یہ ساڑھے چار ماہ کی جدائی تمام جماعت ہند کے واسطے نہایت درجہ درد و غم کا موجب ہوئی۔ اور احباب نے یہ جدائی کا زمانہ ایک ایک دن بلکہ ایک ایک گھنٹہ گن گن کر گذارا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کا حضور کے اس سفر کے ذریعہ سے نہ صرف مصر۔ فلسطین، شام۔ اٹالیہ۔ فرانس اور انگلستان میں بطریق احسن عام طور پر پہنچنا اور پھیلنا بلکہ ان ممالک کے جرائد، معمور۔ اخبارات۔ فوٹوگراف سینما کی فلموں اور دیگر ذرائع سے سارے یورپ، امریکہ، ایشیا و افریقہ بلکہ تمام دنیا میں پھیل جانے سے ایک ایسا عظیم الشان کام ہوا ہے۔ جس کی نظیر تبلیغی اشاعت کی سرعت کے لحاظ سے تاریخی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ خبریں جماعت کے واسطے جان افزا اور فرحت دہ ہوتی رہیں۔ اس موقعہ پر دیگر مذاہب کے لیکچرار بھی مختلف اکناف عالم سے لنڈن میں جمع ہوئے اور ہر مذہب کا نمائندہ وہاں موجود تھا۔ لیکن یہ مقدس کلمہ سوائے حضور اقدس کے کسی کے منہ سے نہ نکلا اور نہ نکل سکتا تھا کہ:۔

”خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے“

اگر اور کوئی کام بھی اس سفر میں نہ ہوتا۔ تب بھی ایسے موقعہ پر صرف ایک اس کلمہ حق کی اشاعت تمام دوسرے مذاہب کو بھگا دینے کے لئے کافی اور وافی تھی۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حضور کے اس سفر سے یہ بہت بالشان فائدہ بھی حاصل ہوا۔ کہ حضور نے خود موقعہ پر یورپ کے حالات کا مطالعہ کر کے بلاد غربی میں آئندہ تبلیغ اسلام کی ایک مستقل اور صحیح صحیح سکیم تجویز فرمائی۔

حضرت والا! حضور کے غلام اور خادم جنہوں نے حضور کو اس سفر کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ وہ اپنی اس رائے پر اللہ کریم کے شکریہ کے ساتھ جس قدر فخر کریں۔ بجا ہوگا۔ حضور والا اور خدام ہمرکاب نے اس سفر میں جو صعوبتیں اٹھائیں۔ اور پھر مالی تنگی کے لحاظ سے جس قدر تکالیف برداشت کیں۔ ان کی خبریں ہمارے دلوں کو زخمی کرنے والی ہوئیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کی یہ دلی تمنا اور آرزو تھی۔ کہ حضور کے خدام فارغ البال کے ساتھ اپنے اخراجات کو پورا کرتے۔ اور حضور بھی اپنے اخراجات کو خود برداشت کرنے کی بجائے مخلصین جماعت پر کرم فرمائی کرتے ہوئے ان کو ان اخراجات کے مہیا کرنے کی اجازت عطا فرماتے۔

جن لوگوں کے نصیبہ میں ان کی بدقسمتی سے صرف حاسدانہ بدگوئی اور عیب چینی ہی آئی ہے۔ انہوں نے اپنی شامت اعمال کی بدنصیبی سے اللہ کے پیاروں اور رسولوں کو بلکہ خود خدا کی ذات پاک کو بھی اپنی سب و شتم سے خالی نہیں چھوڑا۔ ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کر کے ہر مذہب ملت اور ہر ملک و قوم کے شرفاء اور ان کے جرائد حضور کے اس سفر کے بابرکت ہونے کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ؛

حضور کے مبارک وجود کے اس موقعہ پر یورپ میں ہونے سے خدا کے فضل کے ساتھ جو شہرت اور اشاعت سلسلہ حقہ احمدیہ کو حاصل ہوئی۔ اور جو فتح اور عزت افزائی دین اسلام کو نصیب ہوئی۔ وہ حضور کے خود جانے کے بغیر اگر ہم ہندوستان میں بیٹھ کر لاکھوں کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے۔ تو حاصل نہ ہو سکتی تھی :

مغربی ممالک کو دراصل جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ صرف لیکچروں اور کتابوں سے پوری نہ ہو سکتی تھی۔ بلکہ حضور کے مبارک قدم کا اس سرزمین پر پڑنا ہی اس کے مرض کا حقیقی علاج تھا۔ کیونکہ اس کے قالب بیجان میں جان ڈالنے کے لئے ایک خدا رسیدہ روحانی طبیب کی ضرورت تھی۔ حضور کے اس سفر نے یہ امور دنیا کے اہل علم طبقہ پر روشن اور مبرہن کر دیئے ہیں کہ:۔

(۱) یورپ اور امریکہ کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو وہ خدام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ جو خدا کے فضل سے اپنی روحانی قوت کے ساتھ اپنے اسلامی شعار کو قائم رکھ کر دوسروں پر روحانی حکومت کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شام۔ فلسطین اور مصر کے ذی علم اور حق شناس لوگ اس مقدس روحانی تعلیم کے زیر اثر آنے کے واسطے تیار ہیں۔ جس کا دروازہ اس زمانہ میں فیض مسیحی نے کھولا ہے۔

(۳) یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انگلستان کے علاوہ اٹلی اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ کے سلیم الفطرت اشخاص اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے اور قبول کرنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔

(۴) لنڈن اس زمانہ میں ایک رنگ میں دنیا کا مرکزی شہر ہے۔ اور لنڈن کی خوش قسمتی کی خوشبو اس واقعہ سے آتی ہے۔ کہ باوجود اسکے کہ انگریزوں کی حکومت دنیا بھر میں سب سے بڑی حکومت ہے۔ اور ہزارہا مسلمان کہلانے والے بڑے بڑے ذی مقدرت رؤسا، نواب اور سلطان اس کے ماتحت اور اس کے حلیف ہیں۔ پھر بھی کسی کو آج تک یہ توفیق نہ ہوئی کہ خدائے واحد کی خالص عبادت کے واسطے شہر لنڈن میں ایک مسجد بنا دے۔ لنڈن کی پہلی مسجد کے رنگ بنیاد کا حضور کے ہاتھوں سے رکھا جانا دنیا کے سب سے بڑے شہر کی آئندہ خوش قسمتی پر روشنی ڈالتا ہے ؛

(۵) حضور کے تشریف لیجانے سے یہ امر بھی اظہر من الشمس ہو گیا کہ یورپ میں اگر کوئی اسلام پھیل سکتا ہے تو وہی اسلام ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور جس کا نام احمدیت ہے نہ کہ دوسرے فرقوں کا بگڑا ہوا رسمی اسلام۔ ہندوستان اور مرکز سلسلہ سے غیر حاضری کے زمانہ میں گو حضور کو بعض رنج دہ اور غم پہنچانے والی خبریں بھی پہنچتی رہی ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے بھی حضور مبارکباد کے حقدار ہیں کہ حضور کے اس سفر کے زمانہ میں حضور کے خدام کی حالت ہندوستان میں الحمدللہ ہر طرح تسلی بخش اور قابل اطمینان رہی ہے۔

مبارک ہے وہ مقدس جماعت جس نے حضور کے مبارک زمانہ کو پایا۔ اور حضور کی آواز من انصاری الی اللہ پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان و مال کو حضور کے قدموں میں قربان کر دیا۔

میں دوبارہ حضور کی خدمت میں جماعت احمدیہ ہند کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ؛

اہل قادیان کا سپاس نامہ

بحضور امام اولو العزم خلیفہ ثانی

یعنی وہ ایڈریس جو سفر انگلستان سے کامیاب واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ کے حضور اہل قادیان کی طرف سے پیش کیا گیا۔

نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا ! ہم خاکساران اہالیان قادیان دارالامان حضور کی خدمت میں سفر انگلستان سے بمع اہل قافلہ واپس تشریف آوری پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ جس رنج و غم سے بھرے ہوئے دلوں سے ہم خدام نے حضور کو اس سفر کے لئے رخصت کیا تھا۔ اس سے بدرجہا زیادہ مسرت اور خوشی کے ساتھ ہم حضور عالی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہیں۔ کہ ہمارا خلیفہ اور روحانی بادشاہ خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود کے تخت گاہ سلسلہ کے مرکز اور اسلام کے دارالخلافہ میں عظیم الشان فتوحات کے بعد سالماً غانماً کامیاب واپس جلوہ افروز ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیدنا ! حضرت احمد جری اللہ فی حلل الانبیاء کو جو مسیح کا نام دیا گیا ہے اس نام میں یہ پیشگوئی بھی مخفی ہے۔ کہ اس سلسلہ کی ترقیاں اور برکات اکثر سفروں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بہت سے نشانات اور کامیابیاں سفروں ہی کے ذریعہ نازل ہوئیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا سفر لاہور حق اور باطل کے لئے ایک فیصلہ کن سفر تھا۔ اب حضور کے زمانہ میں بھی مختلف سفر اپنے ساتھ برکات لاتے رہے ہیں۔ مگر یہ سفر جس سے حضور ابھی واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اتنا لمبا اور ایسا عظیم الشان ہے۔ کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ اپنے نتائج میں ایسی عظیم الشان رحمتیں اور برکات۔ نصرتیں اور فتوحات سلسلہ احمدیہ کے لئے لائیگا جن کا اندازہ اور وہم بھی اسوقت ہم لوگ نہیں کر سکتے۔

اے قافلہ سالار اسلام ! اسوقت تک جو برکات یہ سفر ہمارے سلسلہ کے لئے لایا ہے ان کا نہایت ہی مختصر تذکرہ اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا۔ بلکہ تحدیث نعمت ہوگا۔ ان برکات کو ہم نے چار حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

(ا) الہی پیشگوئیاں مکاشفات اور رؤیا جو اس سفر کی وجہ سے پورے ہوئے۔

(ب) کام جو اس مبارک سفر میں ہوئے۔ اور کامیابیاں جو حاصل ہوئیں۔

(ج) اظہار اخلاق فاضلہ حضور کی طرف سے جو ہمارے لئے اور آئندہ نسلوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

(د) شکست باطل یعنی مخالفین کی ناکامیاں۔

اول منجانب اللہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا

(۱) سب سے پہلے اس سفر سے امت محمدیہ کے ذوالقرنین کے سفر مغرب کے متعلق پیشگوئی جو قرآن مجید میں موجود تھی۔ وہ پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کے خلفاء کے کارنامے خود حضرت مسیح موعود کے کام ہی ہیں۔ کیونکہ ان کی روح اور قوت قدسی ہی تو ہے۔ جو سلسلہ کی حیات کا باعث ہے۔ اور جس کا حامل خلفاء کا وجود ہوتا ہے۔

(۲) دوسرے اس سفر سے منارۃ بیضاء دمشق کے پاس مسیح موعود کے نزول کی پیشگوئی اس صفائی سے لفظاً اور معناً پوری ہوئی کہ کسی صاحب عقل کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ اس پیشگوئی کی توضیح خود حضرت مسیح موعود نے یہ کی ہے کہ یا تو میں خود یا میرے خلفاء میں سے ایک خلیفہ دمشق جائیگا۔ اس فرمودہ حضرت خاتم النبیین کو پورا کریگا۔ اللہ تعالیٰ کی کیسی قدرت ہے کہ ایک باغی جماعت نے اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر علم الہی میں منارۂ بیضاء اور ہی تھا۔ جس کے شرق کی طرف حضور کا نزول ہوا۔ اخفاء اور جس کے بعد کسی چالاک کی چالاکی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو مبہم نہیں کر سکتی۔ اور جس طرح قادیان کے منارۃ بیضاء کی تکمیل حضور کے ہاتھوں سے مقدر تھی۔ اسی طرح منارۂ بیضائے دمشق کے پاس نزول کی تکمیل بھی آپ ہی کی ذات سے وابستہ تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۳) تیسرے حضرت مسیح موعود کا کشف مندرجہ ازالہ اوہام کا پورا ہونا یعنی حضرت احمد کی تعلیم کا لنڈن کے ممبر پر بذریعہ لیکچر سنایا جانا اور سفید پرندوں کا اس سے متاثر ہونا۔

(۴) چوتھے خود حضور کا اپنا رؤیا کہ میں انگلستان میں ولیم دی کونکرر بنکر داخل ہوا ہوں۔ لفظاً اور معناً پورا ہوا۔

(۵) ولایت کے ایک انگریز کا رؤیا جس میں اس نے تین سال پہلے دیکھا تھا کہ حضرت مسیح اپنے ۱۲ حواریوں کے ساتھ انگلستان تشریف لائے ہیں۔ اور پھر اس انگریز کا خود اس رؤیا کو حضور علیہ السلام اور حضور کے ہمراہیوں پر چسپاں کرنا۔

(۶) نواب سید صدر الدین رئیس بڑودہ کا خواب جو آج سے ۱۰-۱۱ سال قبل رسالہ صوفی میں شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے دیکھا تھا کہ ایک صاحب سفر جہاز کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یورپ جاتا ہوں۔ علاج کرنا ہے۔ اور میرا نام عمر ابن الخطاب ہے۔

(۷) ساتویں باب لُد یعنی (Ludgate) پر مسیح کا نزول اور اس کا روحانی ہتھیاروں اور دعا سے فتنہ دجال کو پاش پاش کرنا بھی اس سفر میں ظاہری رنگ میں پورا ہوا۔

(۸) مغرب سے طلوع آفتاب یعنی کفر کی ظلمت میں آفتاب اسلام کا مطلع بننا۔ یا دوسرے الفاظ میں انگلستان میں بیت اللہ کی بنیاد رکھنا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشگوئی کی بنیاد بھی حضور نے اپنے دست مبارک سے اس سفر میں رکھدی ہے۔

(۹) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کا بھی ایک شان و شوکت کے ساتھ مغربی دنیا کے مذہبی اکھاڑے میں پورا ہونا۔

غرض اتنی پیشگوئیاں حضور کی ذات سے اس سفر میں پوری ہو کر باعث ازدیاد ایمان جماعت اور باعث اشتہار صداقت سلسلہ احمدیہ ہوئیں۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے ساتھ حضور کو بھی ان سب باتوں کی مبارکباد دیتے ہیں۔

(دوم) وہ کام جو اس سفر میں ہوئے اور کامیابیاں جو تائید الہی سے ہم نے دیکھیں

(۱) سب سے پہلی تائید سامان سفر اور تمام ضروریات اور تیاریوں کا ایک نہایت قلیل عرصہ میں مکمل اور مہیا ہو جانا ہے (۲) دمشق میں عظیم الشان مقبولیت اور لوگوں کے دلوں پر سلسلہ کی عظمت اور وقار کا سکہ بیٹھ جانا (۳) حضرت نعمت اللہ خان کی برموقع شہادت کا وقوع ہونا جس کے لئے ارادۂ الہی نے وقت ہی ایسا تجویز کیا۔ کہ اس کے موت سے

حضور کی اور سلسلہ کی شہرت اس ملک میں فوری طور پر پھیلے۔ اور لوگوں کی توجہ کو کھینچنے کا باعث ہو۔ جوش تعصب نعمت اللہ کے خون سے افغانستان کیا تمام دنیا میں اس سلسلہ حقہ کا بروقت اشتہار دیا۔ اور حضور نے اس کے نام کو دنیا کے چاروں کونوں میں مشہور اور روشن کیا۔ اس عظیم الشان شہادت سے جماعت کے اخلاص میں نئی روح پھونکی گئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا وہ کشف بھی پورا ہوا جس میں دیکھا گیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ سید عبد اللطیف شہید کے بہت سے قائم مقام پیدا کرے گا۔ نیز اس واقعہ کی وجہ سے مخالفین کی اندرونی گندگیاں ظاہر ہوگئیں۔ اور غیر احمدیوں میں اس شہادت کی وجہ سے آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور سلسلہ کی طرف ایک حصہ کا رجوع اور میلان ہوگیا۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ پس خدا کی بے حد رحمتیں ہوں تجھ پر اے نعمت اللہ کہ تیرا جان دینا کشتِ اسلام کے لئے ایک نہایت باموقع بارش کی طرح ثابت ہوا۔

راز ہائے عشق کاندر سینہ پنہاں داشتی
بر سرِ ہر کوچہ و بازار افشار کردۂ

خدا تعالےٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس نعمت اور سعادت عظمےٰ کا وارث کرے۔ آمین۔

(۴) چوتھی برکت اس سفر کی برکات میں سے یہ ہے۔ کہ تین مستقل کتابیں حقائق و معارف سے لبریز چند دنوں میں دنیا کے سامنے طبع ہو کر آگئیں۔ ان کے علاوہ بکثرت مضامین جن میں صداقت اسلام اور احمدیت کے دلائل اور دنیا میں صلح اور امن قائم کرنے اور مشرق و مغرب کو متحد کرنے کے اصول اور مذہب کے ہر شعبہ اور اسلام پر ہر قسم کے اعتراضات کے جوابات بیان ہوئے ہیں۔ بذریعہ لیکچروں یا ملاقاتوں یا زبانی تقریروں کے شائع ہو گئے ہیں۔

(۵) پانچویں برکت یہ کہ محض اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے کنفرنس مذاہب میں حضور کے مضمون کا بالا رہنا اور حاضرین اور پریذیڈنٹ تک کا اس کامیابی کو تسلیم کرنا اور مبارکباد دینا۔ یہانتک کہ بعض ممبروں کا اس مضمون کو Best of all papers کہنا حتیٰ کہ میر مجلس کنفرنس کا یہ اقرار کرنا۔ کہ اگر آپ کی توجہ اور مدد ہمارے ساتھ نہ ہوتی۔ تو شائد کانفرنس کا انعقاد ہی نہ ہوتا۔

(۶) چھٹی برکت سلسلہ احمدیہ کی شہرت عظمت اور محبت کا اس منہمک ملک میں معدودے چند دنوں میں قائم ہو جانا۔ اور پریس کا خدام کی طرح اس خدمت کو بجا لانا۔ چنانچہ ایک معزز آدمی کا شہادت دینا کہ آپ کے آنے سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ احمدیت کیا ہے۔ لیکن آج ہر مرد و زن کی زبان پر احمدیت کا تذکرہ ہے۔

(۷) ساتویں برکت تمام دنیا پر اتمام حجت کا ہو جانا ہے۔ کیونکہ لنڈن صرف انگریزی حکومت کا ہی دارالخلافہ نہیں۔ بلکہ دراصل تمام دنیا کا علمی دارالخلافہ ہے۔ اور وہاں کے اخبارات کے مضامین اور تصاویر کی وجہ سے سلسلہ کی تبلیغ دنیا کے ہر کنارے اور ہر کونے تک پہنچ گئی۔ آپ کی تصویر آپ کا کلام۔ آپ کی دعوت۔ مسیح موعود کا نام دعویٰ اور دلائل۔ مسجد کی تعمیر کا ذکر اور احمدیت کے عقائد اور اس کا پیغام۔ ادنیٰ آدمی سے لے کر علما۔ ادبا۔ امرا۔ وزرا اور بادشاہوں تک بڑی اور چھوٹی تمام قوموں تک پہنچ گیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا وہ کلام پورا ہوا۔ جو آج سے [illegible] سال قبل اس نے ایک یکہ و تنہا انسان پر اس گمنام بستی میں نازل فرمایا تھا۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۸) آٹھویں کامیابی مسجد احمدیہ لنڈن کا سنگ بنیاد رکھنا ہے۔ اور یہ حضور کا ایک عظیم الشان [illegible] ہے۔ آپ وہ شخص ہیں۔ جس نے انگلستان میں سب سے پہلے خدائے واحد کے گھر کے سنگ بنیاد [illegible] کی نیو پر کھڑا کر کے آفتاب اسلام کے مطلع کو مغرب میں قائم کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی اس مبارک خدمت کو قبول فرماوے۔ اور اس گھر کو قوموں کی ہدایت اور برکت کا باعث بنائے۔ تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

(۹) نواں کام جو حضور نے اس سفر میں کیا ہے۔ وہ یورپ اور انگلستان کے نظام تبلیغ کو مرتب اور منضبط کرنا ہے۔ اس ضمن میں کئی باتیں ہم پر ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور کئی ابھی حضور کے ذہن میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو بار آور فرماوے۔ اور اسلام کی تعلیم یورپ کے تمدن پر غالب کر کے دکھا دے۔ انگلستان کی روحانی فتح کی پہلی شرط حضور کا اس سرزمین پر قدم رکھنا تھا۔ سو وہ شرط پوری ہوگئی۔ بلکہ روحانی فتح کے آثار بھی شروع ہو گئے۔ پس ہم لوگ حضور کی خدمت میں مبارکباد اور تہنیت کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے خداوند خدا کا شکر زبان اور دل سے ادا کرتے ہیں۔

(سوم) اظہار اخلاق کاملہ اور اسوہ حسنہ

سیدنا! جو نمونے اخلاق کاملہ کے حضور نے اس سفر میں اپنوں اور غیروں کو دکھائے ہیں۔ وہ ہمارے لئے ایسا اسوہ حسنہ ہیں۔ کہ ہم ناشکر گذار ہونگے۔ اگر ان کی طرف اشارہ نہ کریں۔ اگرچہ ان باتوں سے ہماری نسبت حضور کے ہمسفر ہم سے زیادہ واقف ہیں۔ مگر کچھ کچھ ہم کو بھی بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور دیگر احباب کے خطوط کے طفیل علم ملتا رہا ہے۔ حضور کے اخلاق عالیہ اور ہمت اور مرتبہ کا پایہ اس قدر بلند دیکھا گیا۔ کہ ایک نہایت معزز اہل قافلہ نے اپنے ایک خط میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ ہم لوگ تو اس شخص کے ساتھ سفر کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔ کیا پیارا اور سچی معرفت کا بھرا ہوا فقرہ ہے۔ سچ یہ ہے۔ کہ حضور ایک انجن کی طرح ہیں۔ خود چلنے والے اور دوسروں کو کھینچنے والے۔ اور ہم سب حضور کی بدولت ہی کچھ حرکت کرتے ہیں تو کرتے ہیں۔ ورنہ حضور کا اور ہمارا کوئی جوڑ اور تعلق نہیں ہے۔ بالکل راست کہا تھا۔ اس لیڈی نے جو حضور کے کانفرنس کے لیکچر کو سننے آئی تھی اور روتی جاتے ہوئے حضور کو دیکھ کر یہ کہتی تھی۔ کہ There is fire in (یعنی اس شخص میں ایک آگ ہے)۔

سیدنا! حضور کی محبت اپنی جماعت سے۔ ان کا ہر وقت خیال ان پر شفقت اور ان کے ساتھ انکسار تواضع ایثار کوئی محتاج بیان امور نہیں ہیں۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی حضور کے رگ و ریشہ میں بھری ہوئی ہے۔ تکالیف میں صبر ارادہ اور کام میں عزم۔ سرگرمی باقاعدگی اور سخت محنت۔ دور اندیشی حلم بردباری اور کفایت شعاری طبیعت کا جزو ثانی بن چکی ہیں۔ جزوی اور تفصیلی باریکیاں معاملات کی دیکھنی۔ تقسیم عمل کے اصول پر کار بند رہنا۔ خود کام کرنے سے بڑھ کر یہ کہ دوسروں سے کام کرانا۔ اور انتظام اور محبت سے کرانا۔ کبھی مایوسی کو پاس پھٹکنے نہ دینا۔ سینہ عداوت اور کینہ سے پاک اور زبان حکمت اور شیریں بیانی سے بھرپور۔ دل غیرت ایمانی سے اتنا معمور۔ کہ شعائر اسلام کی توہین پر کسی عزیز سے عزیز کی بھی پرواہ نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہر تکلیف خوشی سے برداشت کرنا۔ اور حق گوئی کے وقت کسی خوف سے مرعوب نہ ہونا۔ پھر شفقت علیٰ خلق اللہ کا یہ نمونہ۔ کہ بدی سے نفرت رکھو۔ مگر بدی کرنے والے کے خیر خواہ رہو۔ اور اس پر رحم کرو۔ اور یہاں تک برملا کہہ دینا۔ کہ امیر کابل کے برخلاف بھی اپنے سینہ میں عداوت اور نفرت کے جذبات نہیں پاتا۔ بلکہ میں نے آج تک کبھی کسی سے عداوت کی ہی نہیں۔ اور آئندہ بھی میں اپنے دل کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔ یہ باتیں ایسی نہیں۔ کہ ہم لوگ ان سے بغیر متاثر ہوئے رہ سکیں۔ نہیں بلکہ یہ اخلاق تو دشمن کے لئے بھی حجت ہیں۔ اور عنقریب دنیا حضور کے سفرنامہ کے حالات میں وہ قصے اور واقعات پڑھے گی۔ جن میں حضور کے مخصوص اخلاق دُرِ بے بہا کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

سیدنا! حضور کے خود اپنے خرچ پر جانا۔ اور بیمار ہونے کے باوجود اٹلی میں یہ فرمانا۔ کہ دوسرے احباب سفر کی نسبت میرے سامنے زیادہ خاص کھانا کیوں رکھا گیا۔ یا منتظم طعام کو لنڈن میں یہ لکھ کر دے دینا۔ کہ خرچ فلاں حد سے زیادہ نہ بڑھے۔ خواہ ہم کو دال ہی کیوں نہ کھانی پڑے۔ ایسی باتیں ہیں۔ جن سے ایک سنگدل سے سنگدل دشمن بھی چشم پرآب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مبارکباد

جان بازان جماعت کے متعلق

اسلام پر قربان ہونے کیلئے کابل جانیوالوں کی فہرست

سیدی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کابل کی شہادت کا واقعہ حضور کے لئے جو تمام دُنیوی رشتہ داروں حتیٰ کہ ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے خدام سے محبت اور الفت رکھنے والے ہیں۔ نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا تھا۔ لیکن اس رنج اور تکلیف کے حادثہ نے بھی ایک ایسا پہلو نمایاں کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حضور کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔

وہ مبارک پہلو یہ ہے۔ کہ اس جانکاہ حادثہ نے حضور کی جماعت پر نہ صرف کسی قسم کا خوف اور دہشت طاری نہیں کی۔ بلکہ ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت کو اسلام پر فدا ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام کابل کی سی خونخوار اور خون آشام سرزمین میں بلند کرنے کے لئے جوش اور ولولہ سے بھر دیا ہے۔ اگرچہ ہر ایک احمدی کا دل اپنے پیارے بھائی نعمت اللہ خان کی تکلیف کے تصور سے مغموم ہوا۔ لیکن ہر ایک کو اس کی خوش بختی پر رشک بھی ہے۔ اور ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ کہ کاش! نعمت اللہ خان کی جگہ میں ہوتا۔ یا اب خدا تعالیٰ مجھے اس سعادت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

پیارے آقا! ایسی جماعت جس کے مخلصین حضور کے ارشاد پر اسلام کے لئے نہ صرف اپنے مال و اموال اور عزیز و رشتہ دار چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ اپنی جان بھی پیش کرتے ہیں۔ اور اگر وہ قبول ہو جائے۔ تو اسے اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور اس بات کو اپنی خوبی نہیں سمجھتے۔ بلکہ حضور ہی کے پاک اور قدسی اثرات کا نتیجہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برکات کا اثر یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے سے محروم ہیں یا جو اپنی بدقسمتی سے حضور کے دامن سے وابستہ نہیں ہیں۔ انہیں یہ سعادت حاصل نہیں ہے۔

پس چونکہ حضور ہی کے طفیل مخلصین جماعت اپنے اندر اسلام کے لئے جاں نثاری اور فدا کاری کا ولولہ اور جوش پاتے ہیں۔ اور اسے حضور کے انفاس قدسی کا اثر یقین کرتے ہیں۔ اس لئے اس مبارک جوش کے لئے اصل مبارکباد کی مستحق حضور ہی کی ذات والا صفات ہے۔ اور اس وقت جبکہ حضور دین کی ایک بہت بڑی مہم سر کر کے کامیابی اور کامرانی کے پھریرے اڑاتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ جماعت کے اس جوش اور ولولہ کے متعلق بھی حضور ہی کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان فدا کاران جماعت کے نام بھی عرض کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کے واقعہ سے متاثر ہو کر فوراً کابل روانہ ہو جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور جو صرف حضور کے ارشاد کے منتظر ہیں۔ انہیں حضور جانے کی اجازت دیں یا نہ دیں انہوں نے اپنے نام جان بازان اسلام میں لکھا دئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان کے اخلاص اور جوشِ دینی کے بدلے اپنے انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے۔ حضور ان کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں پورا پورا عزم اور استقلال عطا کرے اور وہ نعمت عطا فرمائے۔ جس کے وہ دل سے خواہاں ہیں۔

نام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا و امیر جماعت احمدیہ۔ لاہور (۲) قاضی عطاء اللہ صاحب بی اے۔ امرتسری (۳) نیک محمد خان صاحب افغان۔ قادیان (۴) مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال۔ قادیان (۵) مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی فاضل قادیان (۶) امام الدین صاحب کریہ ضلع جالندھر (۷) میاں صلاح الدین صاحب۔ طالب علم۔ ایف ایس سی (۸) چودھری بدر الدین صاحب قادیان (۹) مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب۔ قادیان (۱۰) ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے ٹیچر ہائی سکول قادیان (۱۱) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ قادیان (۱۲) نذیر احمد صاحب ابن مولوی حقانی صاحب مرحوم (۱۳) صوفی محمد یعقوب صاحب کارکن۔ نور ہسپتال۔ قادیان (۱۴) عبد اللہ خان صاحب۔ افغان قادیان (۱۵) رشید احمد صاحب۔ مائل پور ضلع ہوشیار پور (۱۶) محمد الیاس خان صاحب افغان قادیان (۱۷) محمد عبد اللہ خان صاحب قلف خان و ذوالفقار علی خان صاحب۔ قادیان۔ (۱۸) نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر (۱۹) مولوی غلام رسول صاحب افغان۔ قادیان (۲۰) شیخ فضل کریم صاحب بی اے بھیرہ (۲۱) محمد عبد اللہ صاحب۔ فتح پور ضلع گوجرات (۲۲) ممتاز علی خان صاحب ابن خان ذوالفقار علی خان صاحب قادیان (۲۳) بابو وزیر محمد صاحب لاہور (۲۴) فضل الرحمان صاحب دہلی (۲۵) سید احمد نور صاحب کابلی۔ قادیان (۲۶) محمد ہاشم صاحب کھیوڑہ ضلع جہلم (۲۷) احمد الدین صاحب۔ ایجنٹ سوپ کمپنی لاہور (۲۸) چودھری علی احمد صاحب کراچی (۲۹) نظام الدین خان صاحب نو مسلم۔ امرتسر (۳۰) عطاء اللہ صاحب۔ بی اے لا کالج (۳۱) حبیب الرحمٰن صاحب افغان۔ قادیان (۳۲) منشی عبد الکریم صاحب پٹیالوی قادیان (۳۳) مولوی محمد علی صاحب بدوملہی (۳۴) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ (۳۵) میاں عبد الواحد صاحب فورٹ سنڈیمن (۳۶) ماسٹر نور الٰہی صاحب۔ قادیان (۳۷) عبد الرحیم خان صاحب افغان قادیان (۳۸) مولوی محمد شاہزادہ صاحب مولوی فاضل افغان۔ قادیان (۳۹) ماسٹر الٰہ داد صاحب چھٹہ ضلع گوجرانوالہ (۴۰) منشی عبد الخالق صاحب کپورتھلوی۔ مبلغ ملکانہ (۴۱) شیخ نیاز محمد صاحب کراچی (۴۲) محمد حسین صاحب قادیانی۔ مبلغ ملکانہ (۴۳) حاجی محمد نظیر صاحب۔ کوئٹہ (۴۴) محمد لطیف صاحب ولد شیخ صاحب دین صاحب۔ گوجرانوالہ (۴۵) حافظ محمد ابراہیم صاحب قادیان (۴۶) مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل قادیان

سیدنا! یہ ان خدام حضور کے نام ہیں۔ جنہوں نے جوش جاں نثاری پر قابو نہ رکھتے ہوئے جلد سے جلد اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ ورنہ ہر ایک احمدی اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ اگر دین اسلام کی خاطر اسے اپنی جان قربان کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ تو وہ اسے اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔

بالآخر پھر گذارش ہے کہ جماعت کے اس سچے جوش اور جذبہ صادق کے متعلق حضور ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور کو تا دیر جماعت کے سروں پر قائم رکھے اور اس سے بھی زیادہ جوش دین کے لئے اخلاص اور محبت پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

معیت سفر کے لئے انتخاب کئے گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے دیکھا۔ وہ اور دل کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ اور جو موقعے سفر میں خاص دعاؤں کے انہیں ملے۔ وہ اوروں کو کہاں میسر آئے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔ ہم اہل قادیان سب سے زیادہ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے باوجود مصروفیتوں کے اپنی ڈائری کی بدولت ہمیں نصف ملاقات سے کبھی محروم ہونے نہ دیا۔ اللہ تعالےٰ ان کی اس مہربانی کا خاص اجر انہیں عطا فرمائے ان کے بعد چودہری ظفر اللہ خاں صاحب جنہیں خدا کا خاص فضل ہوا۔ اور شیخ عرفانی صاحب اور دیگر تمام احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کے خطوط اور دعاؤں سے ہم مستفید ہوتے رہے۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

خاتمہ پر ہم پھر اللہ تعالےٰ کا شکر حضور کی تشریف آوری اور کامیابی پر ادا کرتے ہیں۔ اور اس کے نبی محمد صلعم پر بے حد و بے عدد درود اور سلام اور اس کے مسیح پر لاانتہا صلوٰت اور برکات بھیجتے ہیں۔ اور حضور کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ہمارے احوال پر خاص نظر توجہ رکھیں اور ہمیشہ ہمارے لئے فلاح دارین اور خدمت دین کے فضل کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔ ہم سے زیادہ اس وقت دنیا میں خوش نصیب کون ہے۔ جن میں سے بہتوں نے مسیح موعود کے چہرہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے کلام کو اپنے کانوں سے سنا اور اس کے مطہر اور مقدس وجود کو اپنے ہاتھوں سے چھوا۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اب ہم میں وہ وجود رونق افروز ہے۔ جس کی بابت خدائے قادر و قیوم فرماتا ہے۔

”اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت و دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کر دیگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ دوشنبہ ہے دوشنبہ مبارک دوشنبہ۔ فرزند ارجمند گرامی دلبند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جسے خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔“

حضور والا! حضور نے اس سفر میں بہت سی تجاویز انگلستان اور شام اور مصر اور دیگر ممالک میں تبلیغ کیلئے سوچی ہونگی۔ اور ان کے متعلق سکیمیں تیار فرمائی ہونگی۔ ایک طرف اعلائے کلمۃ اللہ کا شوق دوسری طرف ہم لوگوں کی نا اہلیاں۔ مناسب آدمیوں کی کمی۔ مالی حالات کی کمزوری۔ غرض حضور کے حوصلوں کے پورا کرنیکا بظاہر کوئی سامان ہم میں موجود نہیں۔ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات پر سب امیدیں ہیں۔ اور وہی کوئی سبیل آئندہ کامیابی کی نکالیگا۔ مگر گو ہمارے مناسب اور لائق حال یہ امر نہیں۔ اور چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ آن پڑا ہے۔ مگر تاہم بعض باتیں کہنے کا موقعہ ہر روز میسر نہیں آیا کرتا۔ اگر حضور کو ہماری اور ہماری اولاد کی اور ہمارے اموال و املاک کی اور ہماری جانوں کی اور ہماری عزت و آبرو کی کسی دینی مہم یا کسی خدمت اسلام کیلئے ضرورت پڑے تو باوجود کمال نالائقی اور نااہلی کے اعتراف کے پھر بھی ہم آپ سے موسیٰ کے اصحاب کی طرح انشاء اللہ ہرگز یہ نہیں کہینگے۔ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ بلکہ رسول کریم صلعم کے اصحاب کی طرح ہم اشاعت اسلام کے ہر روحانی جہاد میں آپ کے دائیں لڑینگے۔ اور آپ کے بائیں لڑینگے۔ آپ کے آگے لڑینگے۔ آپ کے پیچھے لڑیں گے۔ اور جہاں حضور کا پسینہ گریگا۔ وہاں اپنا خون بہانے اور ہر طرح کی جانثاری کیلئے تیار ہونگے۔ سید عبد اللطیف اور نعمت اللہ خاں تو اپنے جوہر دکھا گئے۔ مگر ہم خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ہم کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے جن کی بابت وہ فرما چکا ہے۔ کہ منھم من قضیٰ نحبہ و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ آمین اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ہم ہیں حضور کے خاکسار خدام اہل قادیان دارالامان

ارادت کے چند جواہر ریزے اپنے امام کیلئے

از جناب قاضی اکمل صاحب

خدا کا شکر ہے روحِ مسیحِ کردگار آئی ۔ نئے سر سے دلوں میں زندگی باصد وقار آئی
ہماری دلنوازی کو وہ چشمِ سحر کار آئی ۔ زمانِ فصلِ گل آیا۔ نسیمِ مشکبار آئی
دلوں کو مژدہ ہو پھر جوشِ مستی کی بہار آئی

قدومِ پاک کا مژدہ لئے برقی سروش آیا ۔ فراقِ یار میں بیہوش تھے بس آج ہوش آیا
قدم لینے خرامِ ناز کے پیشِ پا بدوش آیا ۔ ترے فیضِ کرم سے دین کے دریا میں جوش آیا
ترے یُمنِ قدم سے باغِ ایماں میں بہار آئی

کہیں کیا ہجر کی گھڑیاں گذاریں کیسی زاری میں ۔ جو دن گذرے تڑپتے۔ راتیں کاٹیں اشکباری میں
پڑھا کرتے تھے ہم یہ شعر سوزِ دلفگاری میں ۔ جواں کے حسن سی بھی بڑھ گئی ہے بیقراری میں
تڑپ ایسی کہاں سے عشق میں پروردگار آئی

خدا رکھے تمہیں ہو یوسفِ موعودِ دوراں میں ۔ تمہیں سرو نقیں ہیں احمدِ مرسل کے بستاں میں
پکار اٹھتے تھے یوں گھبرا کے ہم حالِ پریشاں میں ۔ الٰہی رنگ یہ کب تک رہے گا ہجرِ جاناں میں
کہ روزِ بے دلی گذرا تو شامِ انتظار آئی

بحمد اللہ کہ جیتے جی مرادِ مہ جمال آیا ۔ پھٹے بادل مصیبت کے۔ اندھیرے کو زوال آیا
جو گستاخی نہ ہو تو کہہ دوں۔ کہ دل میں اک سوال آیا ۔ تری بے اعتنائی کو یہ آخر کیا خیال آیا
جو مری پرسشِ غم کو یہ چشمِ اشکبار آئی

بچھا دوں راہ میں آنکھیں قدم تیرے پڑیں ان پر ۔ خدا میری جو سن لے تو چمک اٹھے مرا اختر
عطا کا وقت ہے سے جا رہے ہیں جھولیاں بھر بھر ۔ تری محفل سے لے پیرِ مغانِ عاشقی اکثر
مشیخیت نے نوازا کی بفضیلت مے گسار آئی

اگرچہ روئے انور دیکھنے ہم بار بار آئے ۔ مگر دل کو نہ صبر آیا نہ جاں کو کچھ بھی قرار آئے
وفورِ شوق سے کہتے ہوئے سب لے نگار آئے ۔ تری محفل سے ہم آئے مگر با حالِ زار آئے
تماشا کامیاب آیا۔ تمنا بے قرار آئی

نمونہ ہو مسیحائے زماں کے حُسن و احساں کا ۔ بڑھے سرمایہ روز و شب ترے اقبال و عرفاں کا
نصیب اکملِ مشتاق۔ رہنا۔ کوئے جاناں کا ۔ پھلا پھولا رہے گلزار یارب حسنِ خوباں کا
مجھے اس باغ کے ہر پھول سے خوشبوئے یار آئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خیر مقدم

مولانا مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے

اے فخر رُسل قربِ تو معلومم شد + دیر آمدہٗ زراہِ دور آمدہٗ

اے خدا کے مسیح کے برگزیدہ خلیفہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور رحمتیں اور برکات اور صلوات ہوں۔ آپ کو مبارک ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس سفر کو محض اپنے فضل و رحم سے بے انتہاء برکتوں اور رحمتوں اور فضلوں اور کامیابیوں کا ذریعہ بنایا۔

اے بشیر موعود! آپ کو مبارک ہو۔ کہ منجملہ ان بے شمار فضلوں کے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سفر میں بہرہ مند کیا۔ ایک فضل عظیم یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام یا اس کے برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک کلمات میں حضرت مسیح موعود کے متعلق موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت قدیمہ کے مطابق کہ رسولوں اور انبیاء کے متعلق اپنے بعض وعدوں کو ان کے خلفاء کے ذریعہ پورا کرتا ہے آپ کے ذریعہ پوری کیں ؛

اللہ تعالیٰ ذوالقرنین کے متعلق جو مسیح موعود ہیں۔ اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی آپ کے ذریعہ پورا ہوا پس آپ خدا تعالیٰ کے اس فضل پر جس قدر فخر کریں۔ بجا ہے۔ ھذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؛

پھر آج سے تیرہ سو سال پہلے سید المرسلین فخر الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود کی نسبت فرمایا۔ ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی لفظاً حضور کے ذریعہ پورا کیا۔ اور جس نشان کے لئے تیرہ سو سال سے مسلمان انتظار کر رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک وجود میں اس نشان کو ظاہر کیا۔ اور آپ اس پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے۔ پس آپ جس قدر بھی خدا تعالیٰ کے اس فضل پر ناز کریں۔ کم ہے۔

اے فضل عمر! آپ کو مبارک ہو کہ آپ اس مبارک سفر کے ذریعہ ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کے بھی مصداق ثابت ہوئے۔ جو حضرت مسیح موعود نے آج سے ۳۰ سال پہلے ازالہ اوہام میں شائع کی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ میں لنڈن میں گیا ہوں۔ اور ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر تقریر کر رہا ہوں۔ اور میں نے بہت سے سفید رنگ کے پرندوں کو پکڑا۔ پس آپ کے اس سفر کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رؤیا بھی پورا ہوا۔ اور حضرت اقدسؑ کی صداقت کا ایک نشان ظاہر ہوا۔ اور نیز معلوم ہوا۔ کہ آپ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے جدا نہیں۔ مبارک وے جو اس صداقت کو سمجھیں اور قبول کریں ؛

اے مہدی آخر الزمان کے نائب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے مبارک ہاتھ پر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا کہ مسیح موعود دجال کو باب لُدّ کے پاس قتل کریگا۔ جس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ آپ دمشق میں ایسی جگہ فرو کش ہوئے۔ جس کے سامنے ایک سفید منارہ کھڑا تھا۔ اسی خدا نے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہ کمپنی جس کے انتظام کے ماتحت حضور نے سفر کیا اس کا دفتر لڈگیٹ میں (جس کا ترجمہ ہے باب لُدّ) قائم تھا۔ اور حضور کے نام تمام خط و کتابت اسی لڈگیٹ کی وساطت سے ہی ہوئی۔ تا یہ امر اس بات پر ایک نشان ہو۔ کہ جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے آپ کو لنڈن میں عطا فرمائی۔ وہ دجال کی فوجوں کی شکست فاش کا ذریعہ ہوگی۔ جیسا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ پہلے جب کہ حضور کو اس سفر کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ اس امر کی خبر دیدی تھی۔ اور ایک رویا میں دکھایا گیا کہ آپ لنڈن میں ایک دعوت میں شریک ہیں۔ اور انگلستان کا وزیر اعظم گھبرا کر کہتا ہے کہ مسیحیت کی فوجیں محمود کی فوجوں سے شکست کھاتی ہوئی دروازہ تک پہنچ گئی ہیں۔

اے وہ جس کو خدا نے اولوالعزم کا خطاب دیا۔ آپ کو مبارک ہو کہ اس سفر کے ذریعہ آپ کا وہ رؤیا پورا ہوا۔ جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ آپ ساحل انگلستان پر ایک فاتح جرنیل کی طرح اُترے ہیں۔ اور آپ ولیم دی کانکرر یعنی اولوالعزم فاتح ہیں۔ پس ہم اپنے ایمان کی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کہ انگلستان کی رُوحانی فتح ہو چکی ؛

اے وہ جس کے حق میں علیم خبیر خدا نے یہ بشارت دی تھی کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے ہاتھ پر لنڈن کے جلسہ مذاہب میں اللہ تعالیٰ نے اسی رنگ کا نشان دکھایا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر لاہور کے جلسہ مذاہب میں آج سے ۲۸ سال پہلے دکھایا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون کے متعلق لاہور کے اخبارات نے شہادت دی کہ وہ سب مضمونوں پر غالب رہا۔ ایسا ہی لنڈن کے اخبارات نے حضور کے مضمون کے متعلق شہادت دی۔ اور جو نظارہ لاہور میں اسوقت دیکھا گیا۔ جب کہ حضرت مسیح موعود کے ایک فصیح اللسان سیالکوٹی فاضل شاگرد نے آپ کے مضمون کو پڑھا۔ ویسا ہی نظارہ اور ویسا ہی اثر اب لنڈن میں اسوقت مشاہدہ کیا گیا۔ جبکہ حضور کے مضمون کو حضور کے ایک فصیح البیان سیالکوٹی فاضل شاگرد نے پڑھا۔ اور جو شہرت اور قبولیت حضرت مسیح موعود کے مضمون کو حاصل ہوئی۔ ویسی ہی شہرت اللہ تعالیٰ نے آپ کے مضمون کو بخشی۔

اے رحمت کے نشان! اے قدرت۔ رحمت اور قربت کے نشان! اے فتح و ظفر کی کلید۔ آپ کو مبارک ہو کہ مغرب کے کفرستان کے مرکز میں سب سے پہلے بیت اللہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک ہاتھ سے ڈلوائی۔ اللہ تعالیٰ اس بیت اللہ کے متعلق حضور اور حضور کے خدام کی دعاؤں کو اسی طرح قبول فرمائے۔ جس طرح کہ حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا۔ جو انہوں نے کعبہ کی بنا کے وقت کیں ؛

اے دعائے احمدؑ! آپ کو مبارک ہو کہ آج حضور کے اس سفر میں جو حضور نے ان سبز پگڑیوں والے رفیقوں کے ہمراہ کیا۔ ہم ان تمام بشارتوں کی صداقت کا ثبوت مشاہدہ کر رہے ہیں جن کو ہم سبز اشتہار میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عز اسمہٗ) حضرت مسیح موعود کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ ... نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اسمیں اپنی روح ڈالینگے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔

ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ۔ کہ تو جلد جلد بڑھا ۔ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے تو ہر رنگ اور ہر پہلو سے ترقی کرتا گیا ۔ اور آج خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق زمین کے کناروں تک تجھے شہرت بخشی ۔ اس سفر پر جانے سے پہلے ہندوستان سے باہر بہت تھوڑے لوگ تھے ۔ جو آپ کو جانتے تھے ۔ مگر خدا کے کام عجیب اور اس کی قدرتیں نرالی ہیں ۔ کہ چند روز میں آپ کو وہ عظمت اور وہ شہرت بخشی ۔ کہ تمام اکناف عالم میں آپ کو عزت کے ساتھ معروف و مشہور کر دیا ۔ اور اس دن کی صبح نے آج طلوع کیا ہے ۔ جب کہ قومیں آپ سے برکت پائینگی ۔ خدا کا سایہ آپ کے سر پر ہے ۔ اور آپ ایسا جلد جلد بڑھ رہے ہیں ۔ کہ اس کو دیکھ کر صاف نظر آتا ہے ۔ کہ خدا کی نصرت اور تائید آپ کے ساتھ ہے ۔ اسی ایک سفر میں آپ کا قدم کہاں سے کہاں پہنچ گیا ۔ کیا یہ سرعت یہ ترقی حیرت کا مقام نہیں ۔ اے تین کو چار کرنے والے آپ کو مبارک ہو ۔ کہ آپ کے اس سفر کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مبارک کیا ۔ کہ چند ہی روز میں سلسلہ احمدیہ کو جس کو شہر لنڈن میں بھی معدودے چند کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا ۔ مشرق و مغرب میں مشہور کر دیا اور آج احمدیت کے لئے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے ۔ موجودہ احمدی جماعت اپنے موجودہ ذرائع کے ساتھ سالہا سال کوشش کرتی ۔ اور لاکھوں کروڑوں روپیہ بھی خرچ کر دیتی ۔ تو جو ترقی اور شہرت اور جو عظمت اور حیثیت دنیا کی آنکھوں میں ان چار ماہ کے سفر میں احمدیت کو حاصل ہوئی ہرگز حاصل نہ ہوتی ۔ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چند ہی روز میں احمدیت کی تعلیم اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور سلسلہ کی عظمت کو دنیا میں پھیلا دیا ۔ اور آج خدا کا وہ کلام پورا ہوا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ اے فخر رسل آپ کو مبارک ہو ۔ کہ آپ کے اس سفر کے توسط اور آپ سے ان کا آج یہ خبر جو آپ کو اس جہاد کی بدولت حاصل ہوئے ۔ اور آپ کے اس لمبے اور دور و دراز سفر کی اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وہ رکھی تھی ۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود سے ہمکلام ہوتے ہوئے آپ کی نسبت فرمایا

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد ٭ دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ

اے پسر موعود ۔ آپ کو مبارک ہو ۔ اے نور اللہ کے مصداق آپ کو مبارک ہو ۔ کہ آج کے دن جو دوشنبہ کا دن ہے ۔ حضرت مسیح موعود کا ایک اور نشان ظاہر ہوا ۔ خدا نے اس وحی میں جس کی پہلی خبر حضرت مسیح موعود کو دی ۔ اس مبارک دن کی بھی خبر دی تھی اور فرمایا تھا ۔ "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" الہام کے بموجب حضور کو جمعہ کے دن قادیان پہنچنا چاہیئے تھا ۔ اور حضور نے تار دیا ۔ کہ ہم جمعہ کو ہی پہنچیں گے ۔ مگر مشیت ایزدی نے اس میں دو دن کی تعویق ڈال دی ۔ تا اسکے منہ کی بات پوری ہو اور ثابت ہو کہ آپ ہی اس بشارت کے مصداق ہیں ۔ جو سبز اشتہار میں دی گئی تھی ۔ خدا کا یہ الہام جو ایک سر مکتوم کی طرح تھا آج پورا ہوا ۔ پس آپکو اور تمام جماعت احمدیہ کو مبارک ہو ۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس مبارک دن کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی ۔ اور اس دن کو مبارک دوشنبہ کے نام سے پکارا ۔ پس یہ خاکسار آپ کو تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اور خود اپنی طرف سے اس الہام کے آج پورا ہونے کی مبارکباد دیتا ہے ۔ آج کئی خوشیوں کا دن ہے ۔ ایک طرف حضور کا بے شمار کامیابیوں کو ساتھ لائے ہوئے واپس آنا دوسری طرف خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا ۔ آج ایک عید نہیں بلکہ کئی عیدیں ہیں ۔ پس آپ کو یہ عیدیں مبارک ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان میں شریک ہونے کی توفیق بخشے ۔ اے مبارک ۔ آپ کو مبارک ہو ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں دو فرزند دلبند گرامی ارجمند عطا فرمائے ہیں ۔ جو اس سفر کی یادگار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو عرصہ دراز تک قائم رکھتے ہوئے ۔ ان روحانی نعمتوں کا وارث بنائے ۔ جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس زمانہ میں نازل ہوئیں ۔ آخر میں میں اس مبارک نام کو حضرت مسیح موعود کی اس دعا پر ختم کرتا ہوں ۔ کہ ع

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اللہ حضور کا سایہ ایک عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر رکھے ۔ اور ہمیں یہ شرف بخشے ۔ کہ حضور ہمیشہ ہمارے اور ہماری اولاد کے سروں پر قائم رہیں ۔ اے مظفر تجھ پر سلام و آخر دعوانا ان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

اور

لنڈن میں مسجد کی بنیاد رکھنا

(از جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم ۔ اے مبلغ لنڈن)

یہ نظم مسجد احمدیہ لنڈن کی بنیاد رکھنے کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پڑھی گئی ۔

مبارک ہو محمود لندن میں آنا ۔۔ مبارک ہو یورپ میں مسجد بنانا
تیرا سنگِ بنیاد رکھنا مبارک ۔۔ مبارک مسیحا کا دنیا میں آنا
مبارک ہو محمود لنڈن میں آکر ۔۔ پرستارِ باطل کو مذہب سکھانا
خدائی کا دعویٰ جنہیں ہے جہاں میں ۔۔ انہیں آکے باہیں خدا کی بتانا
ہے لنڈن کو زیبا یہ مسجد عمر کی ۔۔ کہ فاروق کا آگیا پھر زمانا
مزے لوٹ تو حسنِ یوسف کے پیارو ۔۔ نہیں ایسا جلوہ نظر تم کو آنا
تمہیں یاد آئے گی حسرت سے اس کی ۔۔ گئے وقت نے پھر نہیں ہاتھ آنا
یہ بیٹھا نبیوں کا شیرِ خدا ہے ۔۔ ہے باطل کو دنیا سے اس نے مٹانا
جو تم بھی نظر سے اسے تم نے دیکھا ۔۔ خدا کے غضب نے ہے بجلی گرانا
نہاں اس میں طاقت ہے کچھ اور یہاں ہا ۔۔ ذرا ہوش سے تیر اس پر چلانا
کرو کوششیں اپنی بے شک زیادہ ۔۔ لگا لو جو ہو زور تم کو لگانا
کسر کوئی باقی نہ رہ جائے ہرگز ۔۔ ستا لو نہیں تم ہے جتنا ستانا
مگر یاد رکھنا خبر لیں گے ایسی ۔۔ تمہیں بھول جائے گا باتیں بنانا
کہو حاسدو تم خوشی سے جو چاہو ۔۔ تمہیں دن بدن ہے خدا نے جلانا
نئی نت خوشی ہو یہیں اے خدایا ۔۔ ہماری ظفر کے تو پرچم اڑانا
رہے گھر میں دشمن کے ماتم ہمیشہ ۔۔ ہمیں روز خوشیوں کے دن تم دکھانا
رہے گھر خدایا یہ آباد تیرا ۔۔ محبت سے اپنی تو اس کو بسانا
محمد کی امت کا ہو فخر یہ گھر ۔۔ مسیحا کی یاں پر کرامت دکھانا
سعادت سے تقویٰ سے بھر جائے دنیا ۔۔ ہمیں تم نہ پیارے کبھی آزمانا
رسولِ خدا کی ہوئی بات پوری ۔۔ مبارک ہو مغرب میں سورج چڑھانا
کرے سارے یورپ کو روشن یہ سورج ۔۔ دیا گھر کا اپنے نہ یا رب بجھانا
جدائی میں دامن بھگویا کریں گے ۔۔ پسند آگیا ہے انہیں چھوڑ جانا
نذر جائیں خدمت میں دن یہ بسر کے ۔۔ دعاؤں میں اپنی نہ مجھ کو بھلانا
نسل کر بھلا دل سے اسکے بتا تو ۔۔ ترا در ہے پھر کہاں پر ٹھکانا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مبارکباد

جانبازان جماعت کے متعلق

اسلام پر قربان ہونے کیلئے کابل جانیوالوں کی فہرست

سیدی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کابل کی شہادت کا واقعہ حضور کے لئے جو تمام دُنیوی رشتہ داروں حتیٰ کہ ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے خدام سے محبت اور الفت رکھنے والے ہیں۔ نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا تھا۔ لیکن اس رنج اور تکلیف کے حادثہ نے بھی ایک ایسا پہلو نمایاں کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حضور کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔

وہ مبارک پہلو یہ ہے۔ کہ اس جانکاہ حادثہ نے حضور کی جماعت پر نہ صرف کسی قسم کا خوف اور دہشت طاری نہیں کی۔ بلکہ ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت کو اسلام پر فدا ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام کابل کی سی خونخوار اور خون آشام سرزمین میں بلند کرنے کے لئے جوش اور ولولہ سے بھر دیا ہے۔ اگرچہ ہر ایک احمدی کا دل اپنے پیارے بھائی نعمت اللہ خان کی تکلیف کے تصور سے مغموم ہؤا۔ لیکن ہر ایک کو اس کی خوش بختی پر رشک بھی ہے۔ اور ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ کہ کاش ! نعمت اللہ خان کی جگہ میں ہوتا یا اب خدا تعالیٰ مجھے اس سعادت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

پیارے آقا ! ایسی جماعت جس کے مخلصین حضور کے ارشاد پر اسلام کے لئے نہ صرف اپنے مال و اموال اور عزیز و رشتہ دار چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ اپنی جان بھی پیش کرتے ہیں۔ اور اگر وہ قبول ہو جائے۔ تو اسے اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور اس بات کو اپنی خوبی نہیں سمجھتے۔ بلکہ حضور ہی کے پاک اور قدسی اثرات کا نتیجہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برکات کا اثر یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے سے محروم ہیں یا جو اپنی بدقسمتی سے حضور کے دامن سے وابستہ نہیں ہیں۔ انہیں یہ سعادت حاصل نہیں ہے۔

پس چونکہ حضور ہی کے طفیل مخلصین جماعت اپنے اندر اسلام کے لئے جان نثاری اور فداکاری کا ولولہ اور جوش پاتے ہیں۔ اور اسے حضور کے انفاس قدسی کا اثر یقین کرتے ہیں۔ اس لئے اس مبارک جوش کے لئے اصل مبارکباد کی مستحق حضور ہی کی ذات والاصفات ہے۔ اور اس وقت جبکہ حضور دین کی ایک بہت بڑی مہم سر کر کے کامیابی اور کامرانی کے پھریرے اڑاتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ جماعت کے اس جوش اور ولولہ کے متعلق بھی حضور ہی کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان فداکاران جماعت کے نام بھی عرض کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کے واقعہ سے متاثر ہو کر فوراً کابل روانہ ہو جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور جو صرف حضور کے ارشاد کے منتظر ہیں۔ انہیں حضور جانے کی اجازت دیں یا نہ دیں۔ جنہوں نے اپنے نام جانبازان اسلام میں لکھا دئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان کے اخلاص اور جوش دینی کے بدلے اپنے انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے۔ حضور ان کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں پورا پورا عزم اور استقلال عطا کرے۔ اور وہ نعمت عطا فرمائے۔ جس کے وہ دل سے خواہاں ہیں۔

نام حسب ذیل ہیں :-

(۱) چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء۔ امیر جماعت احمدیہ۔ لاہور (۲) قاضی عطاء اللہ صاحب بی اے۔ امرتسری (۳) نیک محمد خان صاحب افغان۔ قادیان (۴) مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال۔ قادیان (۵) مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی فاضل قادیان (۶) امام الدین صاحب کریہ ضلع جالندھر (۷) میاں صلاح الدین صاحب۔ طالب علم۔ ایف ایس سی (۸) چودھری بدر الدین صاحب قادیان (۹) مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب۔ قادیان (۱۰) ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے ٹیچر ہائی سکول قادیان (۱۱) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ قادیان (۱۲) نذیر احمد صاحب ابن مولوی حقانی صاحب مرحوم (۱۳) صوفی محمد یعقوب صاحب کارکن۔ نور ہسپتال۔ قادیان (۱۴) عبد اللہ خان صاحب۔ افغان قادیان (۱۵) رشید احمد صاحب۔ ماہل پور ضلع ہوشیارپور (۱۶) محمد الیاس خان صاحب افغان قادیان (۱۷) محمد عبد اللہ خان صاحب خلف خان ذوالفقار علی خان صاحب۔ قادیان۔ (۱۸) نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر (۱۹) مولوی غلام رسول صاحب افغان۔ قادیان (۲۰) شیخ فضل کریم صاحب بی اے بھیرہ (۲۱) محمد عبد اللہ صاحب۔ فتح پور ضلع گوجرات (۲۲) ممتاز علی خان صاحب ابن خان ذوالفقار علی خان صاحب قادیان (۲۳) بابو وزیر محمد صاحب لاہور (۲۴) فضل الرحمان صاحب دہلی (۲۵) سید احمد نور صاحب کابلی۔ قادیان (۲۶) محمد ہاشم صاحب کھیوڑہ ضلع جہلم (۲۷) احمد الدین صاحب۔ ایجنٹ سوپ کمپنی لاہور (۲۸) چودھری علی احمد صاحب کراچی (۲۹) نظام الدین خان صاحب نومسلم۔ امرتسر (۳۰) عطاء اللہ صاحب بی اے لا کالج (۳۱) حبیب الرحمٰن صاحب افغان۔ قادیان (۳۲) منشی عبد الکریم صاحب پٹیالوی قادیان (۳۳) مولوی محمد علی صاحب بدوملوی (۳۴) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ (۳۵) میاں عبد الواحد صاحب فورٹ سنڈیمن (۳۶) ماسٹر نور الٰہی صاحب۔ قادیان (۳۷) عبد الرحیم خان صاحب افغان قادیان (۳۸) مولوی محمد شاہزادہ صاحب مولوی فاضل افغان۔ قادیان (۳۹) ماسٹر الٰہداد صاحب چھٹہ ضلع گوجرانوالہ (۴۰) منشی عبد الخالق صاحب کپورتھلوی۔ مبلغ ملکانہ (۴۱) شیخ نیاز محمد صاحب کراچی (۴۲) محمد حسین صاحب قادیانی مبلغ ملکانہ (۴۳) حاجی محمد نذیر صاحب۔ کوئٹہ (۴۴) محمد لطیف صاحب ولد شیخ صاحب دین صاحب۔ گوجرانوالہ (۴۵) حافظ محمد ابراہیم صاحب قادیان (۴۶) مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل قادیان

سیدنا ! یہ اُن خدام حضور کے نام ہیں۔ جنہوں نے جوش جان نثاری پر قابو نہ رکھتے ہوئے جلد سے جلد اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ ورنہ ہر ایک احمدی اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ اگر دین اسلام کی خاطر اسے اپنی جان قربان کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ تو وہ اسے اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔

بالآخر پھر گذارش ہے کہ جماعت کے اس سچے جوش اور جذبہ صادق کے متعلق حضور ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور کو تا دیر جماعت کے سروں پر قائم رکھے۔ اور اس سے بھی زیادہ جماعت میں دین کے لئے اخلاص اور محبت پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ؂

عقیدت کے چند پھول

اپنے امام کے قدموں میں

وہ ولولۂ اشتیاق جو اسوقت میرے سینۂ جذبات میں موجزن ہے۔ کاش! اسکے اظہار کے لئے میری زبان قلم میں طاقت یا قلم دو زبان میں طاقت ہوتی۔ حال یہ ہے کہ قدوم میمنت لزوم کی خبر سن کر بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎

تو بھی چل جسم سوئے روح پئے استقبال نکہتِ زلف لئے بادِ صبا آتی ہے

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ! کہ ہمارا آقا۔ ہمارا امام۔ ہمارا مطاع۔ ہمارا پیشوا۔ ہمارا مقتداء۔ ہمارا محبوب۔ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ ہمارے دلوں کا سرور اپنے دیدار پُرانوار سے ہمیں بہرہ اندوز فرماتا ہے۔ ساڑھے چار مہینے کی مدت کچھ تھوڑی مدت نہیں ہوتی۔ ایکسو تینتیس دن۔ اُف! پہاڑ سے دن اور نہ ختم ہونے والی راتیں۔ تین ہزار ایکسو بانوے گھنٹے بڑا صبر آزما زمانہ ہے۔ خصوصاً ان کے لئے جن کی زندگی ہی کسی کی دید پر منحصر ہو۔ بھلا پانچوں وقت دریائے وصال سے سیراب مدعا ہونے کے عادی۔ اسقدر لمبا زمانہ تشنۂ لب آتشِ ہجر میں سوزاں گذار سکتے تھے؟ مگر خداوند زمین و زمان نے توفیق دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضور پُرنور کا سفر ولایت کسقدر کامیاب رہا اسکی تفصیل کے لئے یہ موقع نہیں۔ مجھے وہ وقت یاد ہے جب اس بارے میں ابتدائی مجلس مشاورت قائم ہوئی۔ حضور نے اپنے خدام کو حسب معمول بہت آزادی سے بحث کا موقع دیا۔ خود خاموش رہے۔ صرف اسوقت جبکہ مکالمہ میں کچھ اُلجھن پیدا ہو جاتی رہنمائی فرما دیتے۔ اس مجلس میں اس پارٹی کے لیڈر جو جانے کے خلاف تھی یا کم ازکم موجودہ حالات میں جانے کی حامی نہیں بھرتی تھی ہمارے مولانا مولوی شیر علی صاحب تھے۔

مولانا عموماً خاموش ہی رہا کرتے ہیں۔ مگر اس دن خدا جانے ان میں اتنا جوش کہاں سے آ گیا کہ ایک لمبی تقریر فرمائی اور بہت سے دلائل دیئے۔ اسوقت نہ انکو معلوم تھا نہ ہمیں کہ جماعت ہند کی امارت اور مرکز کی حفاظت کا بار انہی کے کندھوں پر پڑنے والا ہے اور عموماً یہ انعامات ایسے ہی لوگوں کو ملتے ہیں جو "انا بشاری" کہنے والے ہوں۔ میری رائے یہ تھی کہ ضرور جانا چاہیئے۔ زمانۂ فراق کی سختیاں آنکھوں کے سامنے تھیں۔ لیکن دین قیم کے اجلال کی خاطر جو گوارا نہ تھا اسے گوارا کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ البتہ یہ کامیابی یہ عظیم الشان کامرانی جو محض خدا کے فضل سے حاصل ہوئی میرے ذہن میں نہ تھی۔

آپ کے جانے پر دشمنوں نے عجیب عجیب افواہیں اُڑائیں اور فاسد خیالات پھیلائے۔ آپ تو جہاز کے ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے اور رجماً بالغیب مشہور کیا جا رہا تھا کہ آپ سیر و تماشہ فرما رہے ہیں۔ لیکن جب ارض دمشق پر نزول ہوا۔ اور منارۃ البیضاء کے پاس اترنے والا مسیح موعود کا حسن و احسان میں نظیر رونق بزم عرب و عجم بنا۔ تو حساد بدنہاد دم بخود رہ گئے۔ اسوقت آنکھوں نے دیکھا کہ آسمان خلافت کا بدر منیر اپنی دیدہ افروز چاندنی سے دلوں کو ٹھنڈک پہنچا رہا ہے اور خاکستر حجاز میں پھر وہی شرارۂ اعجاز چمکا رہا ہے جس نے ایکدفعہ ساز و سامان کفر پر بربادی ڈھائی تھی۔ اور اک جہان مشتاق کو دعوتِ اثمار جنت الفردوس کھلائی تھی۔ ساحت عکہ پر بھی نازل ہوئے اور ساءت صباح المنذرین صادق آیا۔ نہ وہ سامری تھا اور نہ اس کے عجل کی بائیں بائیں۔ عصاء احمدی اژدہا بنکر اس مایا فگون کے جال کو کھا گیا۔ اور محمدی ید بیضاء نے وہ چمک دکھلائی کہ ان عقل کے اندھوں کی آنکھوں میں خیرگی آ گئی۔ یہ پھوڑا ابھی پھوٹا اور یہ طلسم بھی ٹوٹا۔ وہاں سے ہمارا ولیم دی کانکرر (فاتح اولوالعزم) ساحل انگلستان پر پہنچا اور اس کی روحانی فتح کی بنیاد رکھی گئی۔

ناداں ہنستا ہے تو ہنسنے دو۔ ہم خدا کی دی ہوئی خبروں پر صدق دل سے ایمان لائے۔ جس خدا نے رؤیا کا ایک حصہ ایسے حالات میں من و عن دکھایا جب کہ مایوسی کی گھٹائیں مطلع امید پر چھائی تھیں وہ دوسرا حصہ بھی دکھائیگا اور ضرور دکھائیگا۔ مسیح ناصری کے حواری چند ماہی گیر اور دھوبی تھے اور انکو بشارت بارہ تختوں کی دیجا رہی تھی۔ دنیا کے فرد ہم بڑے بڑے جبہ و دستار والے ہنستے تھے لیکن آخر خدا کی باتیں پوری ہوئیں۔

حضور کی بیماری انتہا کو پہنچ گئی۔ ضعف و نقاہت کا یہ عالم تھا کہ بات تک نہیں کیجا سکتی تھی۔ لیکن دل یقین سے معمور تھا کہ ساحل انگلستان پر ضرور پہنچیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہاں وہی پریس جو بڑے بڑے بادشاہوں کی بہت کم پروا کرتا ہے آپکے نفحات قدسیہ کی اشاعت کے لئے گویا وقف ہو گیا۔ اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک برقی رَو دوڑ گئی۔ آپنے انکو پیغام حق پہنچایا اور خوب پہنچایا۔ مذہبی کانفرنس ومبلے میں آپ ہی کا مضمون تھا جو سب سے بالا رہا۔ یہانتک کہ کانفرنس کا اختتام حضور ہی کی دعا و تقریر پر ہوا۔ اکابران قوم سے ملاقاتیں ہوئیں اور خوب نتیجہ خیز رہیں۔ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ احمدیہ تحریک قابل توجہ ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ اعیان ملک اس پر غور کریں۔ حضور نے ہر بات میں سلسلہ احمدیہ کے ذکر کو مقدم رکھا۔ اور یوں اسے سم قاتل قرار دینے والوں پر حجت ملزمہ قائم کی۔ آپ نے نومسلموں کو بھی پیغام احمد کھلے کھلے الفاظ میں دیکر سمجھا دیا۔ کہ خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو ایک قدم کے ساتھ دوسرا قدم بھی اٹھاؤ۔ ہر موضوع پر ہر علمی سوسائٹی میں آپ کے لیکچر ہوئے۔ سیاست پر بھی آپنے پُر از معلومات لیکچر دیا۔ اور حاکم و محکوم کو وہ شاہراہ امن دکھا دی۔ جس پر چلنے کے بغیر چارہ نہیں۔ نادانوں نے کہا تھا۔ کہ آپ انگریزی نہیں جانتے۔ جا کر کیا بنائینگے۔ مگر آپکے لیکچر انگریزی زبان میں بھی ہوئے۔ اور گفتگو علے العموم انگریزی زبان میں خود ہی فرماتے رہے۔ ایسی گفتگو کہ اعلیٰ اور مہذب طبقے نے مان لیا۔ کہ بہت فصیح زبان ہے۔ اور لہجہ ولادیزلہجہ جیسا کہ عربی کی نسبت دمشق و فلسطین کے اصحاب جرائد و عمائد نے تسلیم کیا۔ آپ نے اسلامی تمدن اسلامی تہذیب کی دھاک باندھ دی۔ اور ان لوگوں کو اپنے عمل سے ایک سبق دیا۔ جو جاتے ہوئے مغرب کے تمدن کی رَو میں بہ جاتے ہیں۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سمیت اپنا وہی لباس رکھا۔ جو آپ ہندوستان میں پہنتے تھے۔ حتےٰ کہ شلوار ہی رکھی۔ اور اہل مغرب کو بتا دیا۔ کہ یہ وہ لباس ہے۔ جو ہمارے شرفا پہنتے ہیں۔ اور یہ بہتر اور اعلےٰ ہے۔ آپ نے عورتوں سے مصافحہ نہ کر کے رسول اللہ صلعم کے حکم کی تعمیل کی۔ اور اس پر اس سختی سے کاربند رہے۔ کہ آخر ولایت میں یہ احمدیوں کا ایک نشان بن گیا۔ کہ سچا احمدی کبھی عورت سے مصافحہ نہیں کرتا۔ آپ نے ہزاروں ادق علمی و مذہبی و سیاسی سوالات کے جوابات دیئے۔ غرض تھوڑے دنوں میں وہ کام کر دکھایا جو ایک بہت بڑی جماعت سالوں میں نہ کر سکتی۔ دن رات کام میں انہماک دیکھ کر ولایت کے لوگ جو کام کرنے کے عادی ہیں۔ پکار اٹھے۔ کہ یہ کس پایہ کا انسان ہے۔ جو اتنی سخت محنت کرتا ہے۔ اور ایک وقت میں اتنے کثیر کام سرانجام دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ بھائی جی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کو بہت بہت اجر دے۔ کہ آپ نے ایک ایک لمحہ کی خبر ہمیں پہنچائی۔ اور اس اہتمام کے ساتھ ڈائری لکھی۔ کہ بایدوشاید سب اہل قادیان کی زبان پر آپ کی تعریف ہے۔ اور دل آپ

کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ مگر الفضل کو بجا شکوہ ہے۔ کہ بھائی جی کے خطوط اسے بہت دیر اور دقت سے ملتے رہے ہیں ؛

حضور تھے تو ہزاروں میل کے فاصلے پر۔ مگر آپ نے از راہ کرم جماعت کی خبر گیری میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ تار پر تار دے کر تقریباً ہر پیش آمدہ امر میں راہنمائی فرماتے رہے۔ اور پھر آپ کی محبت و احسان و بندہ نوازی کا یہ عالم کہ باوجود اس قدر کم بلکہ عدیم الفرصتی کے ہر ہفتے کی ڈاک میں اکثر خطوط اپنے قلم مبارک سے اپنے خدام کو تحریر فرماتے رہے۔ چنانچہ اس خادم کو بھی تقریباً ہر ہفتے مفصل اور لمبے لمبے خطوط سے مفتخر فرمایا۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی خود اپنے قلم سے خط لکھے۔ یہ شفقت یہ مہربانی۔ روحی فداہٗ ؛

جماعت مرکزی قادیان نے یہ دن جس طرح پر گذارے۔ وہ ایک قابل تعریف امر ہے۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک میں ایک احساس ذمہ داری پایا جاتا رہا۔ اور الحمد للہ کہ اس امتحان میں اکثر ہم میں سے کامیاب رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مولانا شیر علی صاحب کی امارت میں ہوا جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ واقعی آپ فرشتہ ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے کشف میں دیکھا۔ اور آپ کی خاکساری و انکساری کا یہ عالم رہا۔ کہ آپ احباب کرام کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ کوئی کام ہوتا۔ تو خود چل کر ان کے پاس جاتے۔ مگر جب آپ کو کسی امر پر نوٹس لینے کی ضرورت پڑی یا انتظامی معاملہ میں تصفیہ کرنا پڑا۔ تو اس میں آپ نے بغیر کسی لحاظ یا جنبہ داری کے کارروائی فرمائی۔ صبح سے شام تک آپ سادگی سے بیٹھے کام کرتے رہتے۔ اور اور باوجودیکہ آپ کا مکان شہر سے باہر مسجد مبارک سے دور ہے۔ مگر نمازوں کے قیام میں ایک عملی سبق دیا۔ کہ مومن کو یوں ہونا چاہیئے۔ سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مخدومی حضرت مفتی محمد صادق صاحب آپ کے دست و بازو رہے۔ غرض کئی مخفی امور بروئے کار آئے۔ کئی مخفی قابلیتیں منصہ ظہور پر آئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود کا کشف لنڈن کے متعلق پورا ہوا۔ اور پیشگوئی دمشق کے متعلق۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دو رویاء پوری ہوئیں۔ اور لوگوں پر پھر ایک دفعہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اور یہ جماعت خدا کی جماعت ہے۔ اور وہ خود اس کا محافظ اور اس کے افراد کو برکتوں سے مالامال کرنے والا ہے ؛ فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛

نیازمند۔ اکمل عفا اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر یورپ اور رسول کریم صلعم کی ایک پیشگوئی

حدیث شریف میں آتا ہے۔ فیھبط نبی اللہ عیسٰی و اصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأہ زھمھم و نتنھم (مسلم) یعنی مسیح موعود اللہ کا نبی بعد اپنے اصحاب کے ایک ایسی زمین میں اترے گا۔ جو یاجوج ماجوج کی گندگی سے بھری ہوئی ہوگی۔

یہ پیشگوئی اب اس طرح پوری ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خلیفہ بمعہ اپنے چند ساتھیوں کے ایک ایسی سرزمین میں جا اترا۔ جو کفر اور شرک کی گندگی اور بدبو سے بھری ہوئی تھی۔

نبی اللہ کے الفاظ میں اسبات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کی نبوت کو پیش کرنے سے وہ گندگی دور ہو جائیگی۔ اور آپ کے سچے اور حقیقی اصحاب ہی ہونگے۔ جو نبوت کے پانی سے اس ملک کی ہر خرابی کا علاج کرینگے۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر یورپ پر اعتراض کرنیوالے ہمارے اندرونی اور بیرونی دشمن ذرا حدیث کے اس جملہ یھبط نبی اللہ عیسٰی و اصحابہ کو پڑھ کر غور کریں۔ کہ جس طرح ادنیت بمفاتیح خزائن الارض کی پیشگوئی آپ کے خلیفہ کے زمانہ میں پوری ہوئی۔ اسی طرح عیسٰی نبی اللہ کے ایسے ملک میں اترنے کی پیشگوئی حضرت فضل عمر کے وقت میں پوری ہو کر حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلیفہ کی صداقت کو ظاہر کر دیا ہے (کرم داد۔ دولمیال)

تہنیت نامہ

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بوقت مراجعت از ممالک مغربیہ

منجانب جماعت ہائے احمدیہ سرحد

السلام اے حضرت محمود احمد میرزا — جانشین احمد موعود ختم الاولیا

رفتہ بودی سوئے لنڈن باز در ہند آمدی — مرحبا خوش آمدی اھلاً و سھلاً مرحبا

مے سزد گر بر تو ناز د سرزمین بمبئی — کو بحسین رفت و آمد گشت منزل مر ترا

وقت رفتن آخریں پائے ترا بوسیدہ بود — وقت رجعت اولیں پائے ترا شد جبہ سا

تو ز مشرق ہمچو خور بر ارض مغرب تاختی — باز از مغرب بہ مشرق منعکس کردی ضیاء

تیر گان ارض مغرب را منور کردہ — تو ز نور دین حق دل چوں رخے شان شد صفا

عیسئے موعود گر نازل نہ شد خود در دمشق — جانشین وے پور او تکمیل کرد اخبار را

مصر و قدس و شام را از بہر آں حسن سلوک — کاں بتو بنمودہ ممنونیم از دل دائما

عز و استقلال تو کردند زاں از بہر شاں — ما مبارک مے فرستیم و سلام و ہم دعا

متحق شکر یہ شد صدر بزم و یمبلے — نیز از کانش کز شہاں یافت او حق لندرا

مجمع ادیان عالم را چہ خوش آراستند — تا کند ہر کیش اظہار کمالش بر ملا

بر سر ممبر بہ لنڈن نغمہ خواں محمود شد — تا بہ دام احمد آرد طائر انگلستان را

فضل حق شد یاور تو زاں شدی تو کامیاب — سعی خود مشکور داں غالب چو شد دین خدا

اہل سرحد صد مبارک مید ہند از صدق دل — ہر ترا اے ابن احمد نیز اصحاب ترا

یوسف و احباب سرحد یکزباں گویند باز — مرحبا خوش آمدید اھلاً و سھلاً مرحبا

(قاضی محمد یوسف پشاوری)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفرِ یورپ اور اسکے اثرات

اس وقت یورپ کی تمدنی حالت بہت ارفع ہے۔ اور اپنی شان شوکت کے لحاظ سے بلاشبہ بلندی کے انتہائی معیار پر پہونچی ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے مذہبی اور روحانی حالت اس قدر پست ہے۔ کہ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ مذہبی نقطہ خیال سے یورپ اس وقت دہریت کی رو میں بہ رہا ہے تو یہ راست اور صحیح ہوگا۔ ظاہری رنگ میں تو آپ کو یورپ کے لوگ بہت خوشحال اور مطمئن نظر آئینگے مگر درحقیقت ان کے دل مطمئن نہیں ہیں۔ یورپ کے اخبارات جو آئے دن کثرت کے ساتھ میاں اور بیوی کے طلاق کے مقدمات شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ ذرا ذرا سی بات پر بھی میاں بیوی ایک دوسرے سے قطع تعلق پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات وہ باتیں ایسی خفیف اور مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ کہ انہیں معرضِ ظہور میں لانا بھی ایک گونہ موجب خفت ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اہل یورپ کو حقیقی اطمینان اور راحت قلبی کہاں میسر آسکتی ہے۔ باہمی میاں بیوی کی تکرار گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیتی ہے۔ یہ اس لئے کہ وہاں شادی گھر کو بہشت بنانے کے لئے نہیں کی جاتی۔ بلکہ سفلی جذبات کے ماتحت۔ یہ زندگی کے ان کے ایک شعبہ کا حال ہے۔ اسی طرح آپ زندگی کے دوسرے شعبوں کے متعلق بھی قیاس کر سکتے ہیں۔ عیسائیت ان کو حقیقی اطمینان نہیں بخش سکتی۔ اس لئے وہ عیسائیت سے بیگانے ہوئے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر اہل یورپ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی سے خانہ داری کے امورات میں اپنے لئے تسلی کی راہ تلاش کرنا چاہیں۔ تو انہیں اس کے لئے مایوس ہونا پڑے گا۔ ہاں اس نیلگوں آسمان کے نیچے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اہل یورپ کو روحانی تمدنی اور مجلسی رنگ میں اطمینان قلب بخش سکتا ہے۔ مگر اہل یورپ کی یا مسلمانوں کی بدقسمتی سے یورپ میں اسلام کے متعلق آج اس قدر غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ آج وہ لوگ اسلام کو محض غلط فہمیوں کی بنا پر وحشت کا نمونہ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھکر ان لوگوں کو اسلام کے نام سے چڑ ہے اور یہ آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے یہ نسلی تعصب چلا آرہا ہے۔ اس لحاظ سے یورپ میں جب تک اسلام کے لئے بہترین فضا نہ پیدا کی جائے۔ اس کی تبلیغ اور اشاعت میں بہت کچھ مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ کسی چیز کو عمدہ اور سرسبز بنانے کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے۔ کہ اس کے لئے عمدہ میدان اور عمدہ فضا پیدا کی جائے۔ علاقہ بار جو آج سے چند سال قبل محض کانٹے دار جھاڑیوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس وقت دیکھکر یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ ایک وقت اس پر ایسا بھی آنے والا ہے۔ جب یہ اپنی سرسبزی اور پیداوار کے لحاظ سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ کی آمد پیدا کرے گا۔ اور اپنی زرخیزی اور سرسبزی کے پہلو کے لحاظ سے یہ دنیا کے عجوبہ روزگار خطوں میں شمار ہوگا۔ اگر آج کوئی شخص چالیس سال کے بعد بار کے علاقے کو جا کر دیکھے۔ تو وہ محو حیرت رہ جائیگا۔ کہ وہ علاقہ جہاں صرف کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نظر نہ پڑتا تھا۔ آج کس طرح گلزار بنا ہوا ہے۔ مگر اس ویران جنگل میں منگل پیدا کرنے کے لئے آباد کرنیوالوں کو جن منزلوں سے گذرنا پڑا کاشتکاری کے لئے عمدہ میدان پیدا کرنے کے واسطے آباد کاروں کو جس طرح پانی کی طرح روپیہ بہانا اور محنت شاقہ سے کام لینا پڑا۔ اس کا بہترین اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں۔ جنہوں نے یہ کڑی منزلیں طے کیں۔ اس لحاظ سے یورپ کی مذہبی نقطہ خیال سے بنجر اور بے آب وگیاہ سنگلاخ زمین کو بار آور اور سرسبز بنانے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ پہلے اس زمین کو صاف کر کے کھیتی کے بار آور اور سرسبز ہونے کے لئے عمدہ میدان پیدا کیا جاتا سو حضرت خلیفۃ المسیح کے بنفس نفیس تشریف لے جانے سے بفضلِ خدا یہ غرض بہ احسن وجوہ انجام پذیر ہوئی ہے۔ اگر اس کے بغیر ہم لاکھوں چھوڑ کروڑوں روپیہ بھی ولائتی تبلیغ پر خرچ کرتے۔ تو وہ اس قدر بار آور نہ ہوسکتا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ اب شاندار نتائج کے پیدا ہونے کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ مذہبی کانفرنس میں حضرت کے مضمون نے نہ صرف اسلام کی شان کو اس کے متعلق گرد و غبار کو دور کر کے دوبالا کر دیا ہے۔ بلکہ سلسلہ کے وقار کو بھی بہت بلند بنا دیا ہے۔ اس سے قبل ریاست میں ہمارے مبلغین کی حالت ایک ضعیف ماندہ اور کس مپرس شخص کی حالت سے بڑھ کر نہ تھی۔ مگر حضرت کے تشریف لے جانے سے اہل یورپ پر یہ راز کھل گیا۔ کہ یہ جماعت ایک باقاعدہ منظم اور آرگنائیزڈ جماعت ہے۔ اس کی طرف توجہ کرنا خالی از فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ یورپ بذات خود ایک منتظم ملک ہے۔ اور یورپ اسی جماعت اور فرقہ کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ جس کے متعلق اسے یہ یقین ہو کہ یہ جماعت بھی کسی نظام کے سلک میں منسلک ہے۔ سو اب حضرت کے تشریف لے جانے سے یورپ پر یہ امر بخوبی روشن ہو چکا ہے۔ کہ یہ جماعت ایک منتظم جماعت ہے۔ اور اب انشاء اللہ اہل یورپ کو ہمارے اسلام کی طرف راغب ہونے کے لئے کوئی روک نہیں ہو سکے گی۔

کہیں بھی چلے جاؤ۔ انسانی خصلت اور سرشت دنیا میں یکساں عمل کرتی ہے۔ عوام عموماً بڑوں کے جذبات اور احساسات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے بڑے بڑے لوگوں سے حضرت کی ملاقات سے بہت عظیم فائدہ مرتب ہوا ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو ایک نسلی تعصب تھا۔ وہ بہت حد تک دور ہو گیا۔ اور انہیں یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اسلام کے متعلق جو عوام لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت کے تشریف لے جانے کے قبل یورپ میں اسلام کے روشن چہرہ کو عوام نے گرد و غبار سے ڈھانپا ہوا تھا۔ بلاشبہ حضور نے یہ گرد و غبار دور کر کے لوگوں کے سامنے اسلام کا روشن اور منور چہرہ رکھ دیا ہے۔ اور اس کا اثر جب خواص پر ہوا ہے۔ تو عوام پر ہونے میں شبہ ہی کیا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حضرت صاحب کے ولایت تشریف لے جانے سے تین بڑے بھاری فوائد حاصل ہوئے ہیں

(۱) تبلیغ اسلام کے لئے میدان پیدا ہوا۔

(۲) خواص لوگوں کے سامنے اسلام کا روشن چہرہ پیش ہوا۔

(۳) آئندہ تبلیغ کے لئے بہترین پالیسی وضع ہوئی۔

اور یہ ہر سہ فوائد اپنے اندر اس قدر اہمیت اور خصوصیت رکھتے ہیں۔ کہ اس کے لئے اگر ہزاروں چھوڑ لاکھوں بھی خرچ کرنا پڑتا تو بجا تھا۔

ان نہایت شاندار نتائج کے پیدا ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ذات والا صفات نہایت ہی قابل مبارکباد ہے۔ اور آج جب کہ حضور بخیر و عافیت دارالامان میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر نور

خیر مقدم

یار آں نگار ما بدیار وطن رسید — آں سرو خوش خرام بہ باغ عدن رسید

شمسے طلوع کرد ز مغرب کہ نور او — از غرب تا بہ ملک خطا و ختن رسید

بر ما گراں گذشت فراقش گذشتہ بہ — اکنوں کہ یار باز دریں انجمن رسید

ملک مغلوب زیر نگیں کردہ از فرنگ — آں شاہ ذی شکوہ بملک وطن رسید

یاراں خبر کنید مریضان عشق را — ہنگام وصل نے لب و شکر دہن رسید

دلہائے سر گشتہ بطرب آمد اے نذیر — زیں مست غلغلے کہ ز طرف چمن رسید

(نذیر احمد ابن حقانی)

قصیدۂ تہنیت

بہ تقریب سعید کہ عین عید است

یعنی

مراجعتِ حضرت خلافت مآب از سفر ظفر انتساب اقلیم یورپ

(از جناب مولوی محمد احمد صاحب بی اے - ایل ایل - بی وکیل، کپور تھلہ)

مژدہ اے دل جانِ جاں آید ہمے
رونقِ بزمِ جہاں آید ہمے

جانشینِ احمدؑ آخر زماں
جانبِ دار الاماں آید ہمے

قادیاں بازارِ جاں او یوسفے
یوسفِ بازارِ جاں آید ہمے

قادیاں کون و مکاں او حاصلے
حاصلِ کون و مکاں آید ہمے

شد دعائے یک جہاں بر آسماں
تا دعا گوئے جہاں آید ہمے

یاربِ ما گوش کرد "انی قریب"
استجابت را نشاں آید ہمے

دیدہ مصر و شام در یورپ شدہ
باز در ہندوستاں آید ہمے

ہمچو ذو القرنین دیدہ شرق و غرب
بحر و بر را طے کناں آید ہمے

رنج و محنت بردہ پیہم پنج ماہ
تا بجنجِ شائگاں آید ہمے

ساختہ تبلیغ را محکم نظام
قائدِ اسلامیاں آید ہمے

باغ را آراستہ پیراستہ
آخرش خود باغباں آید ہمے

نقشِ پایش ہست منہاج الوصول
بر مرادِ سالکاں آید ہمے

دیدہ و دل فرشِ راہش میکنید
ایں ندا از قدسیاں آید ہمے

ق
خیر مقدم را دواں از ہر طرف
کودک و پیر و جواں آید ہمے

شوق نگذارد کہ برگردد ز راہ
ہم رہش تا آستاں آید ہمے

نعرۂ اہلاً و سہلاً مرحباً
بر شدہ تا فرقداں آید ہمے

از سفر ہمراہ او فتح و ظفر
ہم رکاب و ہم عناں آید ہمے

زیں بشارت روئے ما صد لالہ زار
کاں بہارِ جاوداں آید ہمے

ہمچو لالہ داغ بر دل حاسداں
بسکہ محمود زماں آید ہمے

داستانِ دوستی را سر کنید
دوستاں ہمداستاں آید ہمے

رفت و برما عید قرباں رو نمود
باز عیدِ مؤمناں آید ہمے

رفت و رفتہ صحبتِ راز و نیاز
غمگسارِ راز داں آید ہمے

رفت چوں موجِ صبا از بوستاں
صورتِ سروِ رواں آید ہمے

نونہالِ باغ احمدؑ سروِ دیں
بیں کہ سرورِ راستاں آید ہمے

عسرت و عشرت شدہ رودادِ ما
آنچناں رفت اینچناں آید ہمے

ق
رفتی و برما چہا رفتہ چرا
قصۂ آں بر زباں آید ہمے

از دلِ دردآشنائے خود بپرس
با غم عجز بیاں آید ہمے

کارِ تبلیغ است کارِ احمدی
اینچ از تن پروراں آید ہمے

رحمتِ حق دمبدم بر قادیاں
از فرازِ آسماں آید ہمے

وانماید چہرۂ خود آں یگاں
تا یقیں جائے گماں آید ہمے

قصۂ آلودۂ گفتن کہ چہ
صد نشانے ہر زماں آید ہمے

قولِ عیسیٰؑ گوش کن کز بعدِ من
احمدؑ آخر زماں آید ہمے

درمیانِ آخریں چوں اولیں
پادشاہؑ انس و جاں آید ہمے

از ثریا آورد ایماں بدل
طائرے در آشیاں آید ہمے

نسبتے دارد باولِ آخرے
ماہماں از ماہماں آید ہمے

باز در بزمِ جہاں بر روئے کار
داستانِ باستاں آید ہمے

بو کہ اندر باغ و راغِ شرق و غرب
انقلابے ناگہاں آید ہمے

بشکند زنار بینی برہمن
سجدہ ریز و سبحہ خواں آید ہمے

جائے ناقوسِ کلیسا بنگری
شورِ گلبانگِ اذاں آید ہمے

بتگرِ سالوس را پیغام دہ
لشکرِ محمود ہاں آید ہمے

ظلمتِ باطل شو و زو پاش پاش
روشنیٔ صادقاں آید ہمے

آتشِ جنگ و جدل گردد فرو
خلق و عالم در اماں آید ہمے

یارِ غالب شو کہ برادیاں ہمہ
غلبۂ اسلامیاں آید ہمے

منکہ در گردابِ غفلت ماندہ ام
گو دعایش درمیاں آید ہمے

اشکِ نااہلی و چشم و آستیں
تا چہ از تر دامناں آید ہمے

مظہرِ بیدل مگر از خویش رفت
تہنیت گو رجز خواں آید ہمے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خیر مقدم

خواتین سلسلہ احمدیہ کی طرف سے

بارک اللہ! مرحبا!! خوش آمدی!!!

اپنے نہایت ہی محترم خیر خواہ اور غمگسار و ہمدرد بزرگ کے لئے ہر ایک فرد بشر اظہار خوشنودی و شکریہ ادا کرنے کے مختلف ذرائع تلاش کرتا ہے۔ اور احسانمندی کا شکریہ کبھی تو پھولوں کے ہار گلے میں ڈالکر کبھی انکی گاڑی کو اپنے بازو کا سہارا دیکر اور کبھی اس پر زر و جواہر نثار کر کے ادا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ سُنا اور اخبارات میں پڑھا۔ کہ مسٹر گاندھی کے قدموں تلے بعض بنگالی خواتین نے اپنے سر کے بال بچھا دئے تھے۔ تاکہ اظہار عقیدت کریں۔ مگر احمدی خواتین کو ایسی رسومات سے منع کیا گیا ہے۔ ہاں دلوں ایسی بیش قیمت چیز آج وہ اپنے والدین۔ عزیزوں بلکہ اولاد سے بھی زیادہ پیارے امام محترم ایدہ اللہ تعالیٰ پر قربان و صدقے کر رہی ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ دین محمدی کا درخشاں اور بے نظیر روشن ستارہ۔ صداقت اسلام کا زندہ اور نمایاں نشان کفرستان میں پیارے اسلام کا جھنڈا گاڑ کر۔ ہاں زندہ اسلام کا نام روشن کر کے احمدیت کی صداقت دکھلا کر بخیریت واپس آگیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اسلام کی بہت سی برکات محض احمدیت ہی نے ظاہر کیں۔ جنہیں سے فرقہ اناث کی بہتری اور بہبودی خاص کر قابل توجہ ہے۔ ہماری بہنیں مُردہ بدرت زندہ کی مثال تھیں۔ اور ان کی حالت اور بھی بدتر ہوتی۔ اگر حقیقی اسلام ان کو اپنی اصلیت نہ دکھاتا۔ خوش قسمتی سے ہم نے یہ مبارک زمانہ پایا۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوئیں۔ اور دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ کہ عورت کی حیثیت بھی اسلام نے مانی ہے۔ خدائے لایزال ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے حضور والاشان مہدی آخر زمان پر کہ انہوں نے اپنے قول اور فعل سے دکھا دیا کہ حضرت رحمۃ للعالمین سرورِ دو جہان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ تم میں سے وہی اچھا ہے۔ جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ ورنہ عام مسلمان کہلانے والوں نے تو عورت کو پاؤں کی جوتی بنا رکھا تھا۔

حضرت مسیح موعود کی اسی سنت پر ہمارے موجودہ سید و مولا کا عمل ہے۔ آپ نے کمال مرحمت و شفقت سے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد ڈالی۔ محض عورتوں کو دین میں ترقی کرنے اور حصول تعلیم کے لئے یہ مجلس قائم کی۔ یہ کتنی بڑی خیر خواہی ہے۔ کسی کے والدین بھی اسقدر خیر طلب ہونگے۔ میں نے لکھنا تو شروع کیا تھا۔ حضرت سیدنا المکرم کا خیر مقدم اور خوش آمدید۔ مگر بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ اب پھر اصل بات کی طرف آتی ہوں۔ حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو لجنہ کی جانب سے شاید ایڈریس دیا جائے گا۔ مگر یہ ناچیز اپنی بہنوں کی جانب سے حضور کے ورود مسعود پر مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اور خاص طور سے امید رکھتی ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ حضرت مکرم کو عورتوں کی فلاح و بھلائی کا خیال رہے گا۔ گو حضور والاشان کے اوقات گرامی حد سے زیادہ قیمتی ہیں۔ مگر جس ہر دو عالم کے مالک نے حضور والا کے کندھوں پر اپنی مخلوق کی دردمندی اور خیر خواہی کا بوجھ ڈالا ہے اس نے اس کے اُٹھانے کی بھی طاقت دی ہے۔

میں اپنی عزیز اور محترم بہنوں کو بتانا چاہتی ہوں کہ خدا کے فضل اور رحم نے ہم کو امام و مرشد وارث تخت نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بخشا ہے جسے اپنی قوم اور اپنی جماعت کا ہر طرح کا درد ہے۔ جس نے یورپ میں سیر و تفریح کی خاطر نہیں بلکہ سات سمندر پار دین حنیف کی حقیقی صورت دکھانے کے لئے ایسے حالات میں سفر کیا۔ جبکہ بہت کچھ تکالیف بھی اُٹھائیں۔ ان میں سے بعض باتیں لکھ دینا بھی شاید خلاف مصلحت ہوں۔ حضرت اُم المومنین علیہا السلام کی طبیعت ایسی کمزور ہے۔ کہ آپ دریا کا پانی دیکھ کر بھی گھبرا جایا کرتی ہیں۔ ہمیشہ حج کرنے کو تیار رہتی ہیں۔ مگر پھر سمندر کے حالات سنکر گھبرایا کرتی ہیں۔ اور اپنی طرف سے کسی نہ کسی حاجی کو خرچ بھیج دیتی ہیں۔ پھر اگر کوئی بچہ بھی آپ کا نظروں سے اوجھل ہو جائے تو آپ کی طبیعت ایسی مضمحل ہو جاتی ہے کہ غش تک نوبت آجاتی ہے۔ مگر اپنا لخت جگر اپنا دینی بادشاہ اور غمگسار و ہمدرد بیٹا ولایت میں احمدیت کا نام بلند کرنے کی اجازت مانگتا ہے۔ تو دل تھام کر بخوشی اجازت دیدیتی ہیں۔ گو اتنے دنوں چہرہ پر پریشانی و حیرانی ٹپکتی ہو مگر ہر وقت دعاؤں میں لگے رہنا اور خدا تعالیٰ کی رضا پر اپنی ساری باتیں چھوڑ دینا اسی کا نام دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔

پھر حضور امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دونوں بیویاں محترمہ والدہ مرزا ناصر احمد جن کی طبیعت کمزور تھی لیکن باوجود ان کی علالت مزاج کے حضور سفر پر جانے اور دین اسلام کی خدمت سے نہ رُکے عزیزہ مکرمہ امۃ الحی صاحبہ دیر سے بیمار ہیں۔ بچہ خدا تعالیٰ نے دیا جو بہت کمزور ہے (اللہ تعالیٰ اُسے صحت کے ساتھ زندگی عطا فرماوے) اور ابھی عزیز محترمہ بہت بیمار ہیں۔ بخار ہے۔ پیچش وغیرہ مدت سے ہے۔ ان کو بھی صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسی مالک حقیقی کی ذات پر چھوڑا۔ پھر بہنیں خاص کر محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا کے دردناک شعر جو محض اپنے برادر محترم کی فرقت میں کہے گئے تھے۔ ہماری بہنوں نے پڑھے ہونگے۔ حضور کے جانے کے دن علیل تھیں۔ انہیں بھی حضور نے رحیم و کریم مولا کے سپرد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے۔ اپنی جماعت کی فلاح و بہبودی۔ کے ذرائع دریافت کرنے کیلئے دور دراز ملک میں تشریف لے گئے سو ہزار ہزار شکر کہ آج حضور کی آمد نے نسیم سحر بن کر مرجھائے ہوئے پھولوں کو تازگی اور شگفتگی بخشی۔ اور ہمارے گھروں میں روشنی ہوئی کہ ہمارا درخشاں ستارہ ہماری دینی مجالس میں نورانی مشعل بنکر آیا۔ یہ ناچیز اپنی بہنوں کی جانب سے امام قدس کی خدمت والا میں خلوص قلبی کے ساتھ خیر مقدم اور خوش آمدید عرض کرتی ہے۔ اور حضور سے خواستگار ہے کہ اے امام محترم آپ کی ذات والاصفات سے اس عاجز فرقہ اناث کی بہت سی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ لِلّٰہ اس ناچیز اور بے کس فرقہ پر بھی نظر ترحم ہو۔ تاکہ یہ بھی دلی مسرت سے کہہ سکیں ؎

عیدگاہِ ما غریباں کوئے تو ؛ انبساطِ عید دیدن روئے تو

اے خلیفۂ وقت اور ہمارے پیارے رہنما! ہمارے لئے دعا فرما کہ ہم بھی خدماتِ دین میں حصہ لے سکیں۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں بھی اپنے راہ میں جان و مال کی قربانیاں کرنے کی توفیق بخشے۔ صحابیات کی قربانیوں پر نظر کر کے ہمارے دلوں میں بھی جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی وہی قوت۔ وہی حوصلہ۔ وہی جرأت اور وہی دلیری عطا کرے۔ جو ان کو عطا کی تھی۔ اور یہ حضور ہی کی دعا اور برکت سے ہو سکتا ہے۔ پس حضور ہم مستورات کیلئے جنہیں ضعیف اور بے کس سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر دعا فرماویں کہ ہم خدا کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے میں پیچھے نہ رہیں ؛

مخلص خیر خواہ احمدیہ خواتین۔ ناچیز سکینۃ النساء قادیان ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر یورپ

اور

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

دور سنتے تھے جنہیں آج قریب آپہنچے
یعنی لنڈن سے مرے نیک نصیب آپہنچے

آج ہر چہرہ فرحت و انبساط کے جوش سے شگفتہ ہے۔ خاص طور پر مسرت و شادمانی کی امنگیں اور چہروں پر بشاشت اور تروتازگی کے آثار نمایاں ہیں۔ اور ترانہ ہائے مسرت گائے جا رہے ہیں ؛

آج مجھے کائنات کا ہر ذرہ معمول سے زیادہ خوبصورت نظر آرہا ہے۔ باد نسیم کے خوشگوار جھونکے میرے قریب سے مستانہ انداز میں رقص کرتے ہوئے گذر رہے ہیں۔ آج ہمارے ارباب بزم کے پُرمسرت قہقہے مغربی ہواؤں کا پرجوش خیر مقدم کر رہے ہیں۔ گلستان میں ہر ایک پھول اپنی نرالی وضع قطع اور رنگا رنگ کی خوشبو سے معطر ہے۔ غرضکہ آج قادیان کے چمنستان ہستی میں موسم بہار اپنی جملہ دلاویزیوں کے ساتھ موجود ہے۔ اور خوشی و خورمی کے بادل برس رہے ہیں ؛

یہ عظیم الشان تغیر کیوں ہے۔ اس لئے کہ جن کا فراق عادی وصال کیلئے ایک لمحہ کیلئے بھی موجب صد اضطراب تھا۔ اور جن کے لئے بار بار بے اختیار زبان پر یہ شعر آتا تھا ؎

صبا ملنا تو کہہ دینا مرے کھوئے ہوئے دل سے
کہ تیری آرزو میں دن بڑی مشکل سے کٹتے ہیں

اور جن کے واپس آنیکے لئے

مانگتے تھے سب دعا ہو کر سراپا آرزو
جلد شاہِ قادیان تشریف لائے قادیان

وہ دارالامان کی زینت بستان احمد کی رونق "مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہے (آئینہ کمالات اسلام) مظفر و منصور کامیاب و کامران بخیر و عافیت اپنے مبارک طویل سفر سے مع قافلہ واپس تشریف لائے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ طائران قدس کا ایک ہجوم ہے۔ جو ماہتاب عالمتاب کے آنے کی خوشیاں منا رہے ہیں ؛

وہ وجود کیا ہی مبارک ہے۔ جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی کوئی بات پوری ہو۔ اور مخالفین حق پر اتمام حجت ہو۔ سو ہمارے پیارے آقا کے سفر یورپ سے معاندین حق پر اتمام حجت ہوئی۔ اور کئی پیشگوئیاں ظہور پذیر ہوئیں جن میں سے صرف ایک لکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق فھذا معنی قول الذی جاء فی حدیث مسلم ان عیسیٰ ینزل عند منارۃ دمشق۔ فان النزیل ھو المسافر من ملک الخ۔ (حمامۃ البشریٰ صک۳)

کہ مسیح موعود یا آپ کا ایک خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔ اور وہاں جائیگا۔ اور مسلم کی حدیث میں مسیح کے منارہ دمشق کے پاس نزول سے یہی مراد ہے۔ کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ حدیث ظاہری الفاظ میں آپ کے دمشق جانے سے پوری ہوئی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں مسلم کی دمشقی حدیث کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اگر ظاہر پر بھی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو منہ تو ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ محمول کیا جائے۔ تب بھی کوئی ہرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کردے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو۔ اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے۔ کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنافی الشیخ کی حالت اختیار کرکے ہمارا ہی روپ لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل انہیں وہ مرتبہ ظلی طور پر بخشدیوے۔ جو ہمیں بخشا۔ اس صورت میں بلاشبہ ان کا ساختہ پرداختہ ہمارا ساختہ پرداختہ ہے۔ . . . .

اس مسیح کو بھی یاد رکھو۔ جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے۔ جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا گیا ہے"

حدیث کے الفاظ میں بھی مسیح اور ابن مریم کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ شرقی دمشق" اس میں آسمان سے اترنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ بعث کا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو دمشق میں لائے گا چنانچہ آپ کی تیاری سفر کی کیفیت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ تیاری کروائی۔ پھر وہ شرقی منارہ کے پاس اترے گا۔ اور حدیث میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے کا بھی ذکر ہے۔ جس سے دو ساتھی مراد ہیں۔ چنانچہ جس وقت آپ منارہ کے شرقی جانب سنترال ہوٹل میں اترے۔ وہاں صرف تین ہی چارپائیوں کی جگہ تھی۔ ملاحظہ ہو الفضل ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء :۔

"یہ رات حضور نے وکٹوریہ ہوٹل میں گذاری۔ اور وہ بھی عارضی طور پر۔ صبح کو تمام خادم ہوٹل یا مکان کی تلاش میں نکلے۔ مگر کوئی جگہ نہ ملی۔ سنترال ہوٹل میں بھی گئے۔ مگر صرف ایک کمرہ تھا۔ جس میں تین چار پائیاں تھیں۔ اور وہ حضور کے مناسب حال نہ تھا۔ کیونکہ علیحدگی نہ تھی۔ آخر جب کوئی صورت نہ بنی۔ تو اس خیال سے کہ صرف ایک دن گذارنے کیلئے اس میں ٹھیر جائیں۔ حضور ٹھیر گئے"

بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس مقام سے مغربی جانب قریب ہی منارۃ البیضا ہے۔ پس یہ پیشگوئی ظاہری الفاظ میں پوری ہوئی۔ جس سے غیر احمدیوں پر بھی حجت ہوئی۔ اور پیغامیوں پر بھی۔ کیونکہ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت صحیح ثابت ہوئی۔ ازالہ اوہام میں جو علامات حضرت مسیح موعود نے لکھی ہیں۔ وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ تمام باتیں آپ کی ولادت کے متعلق پیشگوئی میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام

"اس کا نام عمانوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے . . . وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ نور آتا ہے۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

پھر آپ کے اس سفر سے حضرت مسیح موعودؑ کی منارہ والی تاویل بھی پوری ہوئی۔ جیسا کہ آپ حمامۃ البشریٰ صـ۲۷ میں فرماتے ہیں :۔

وافتاء ذکر لفظ المنارۃ اشارۃ الی ان ارض دمشق تنیر و تشرق بدعوات المسیح الموعود

بعد ما اظلمت بانواع البدعات"

کہ منارہ کے لفظ میں اشارہ ہے۔ کہ دمشق کی زمین پر بعد اس کے کہ قسم قسم کی بدعتوں سے اندھیرا چھا گیا ہوگا۔ مسیح موعود کی دعوات کے ساتھ روشن ہوگی۔ اور چمکیگی۔ چنانچہ اس کے موافق شمس المعارف جلد سوم صفحہ ۶۸ مصنفہ شیخ احمد بن علی البونی المتوفی سنہ ۶۲۲ھ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے۔ کہ جب اہل شام حرام کو حلال سے ملا دینگے۔ تو

ومحمود سیظہر بعد ھذا ویملک الشام بلا قتال
تطیع لہ حصون الشام جمعا وینفق مالہ فی کل حال
وقال معلم السلطین حقا یکون بحکم ربی ذی الجلال

تمام نظم میں بعض اشعار بلحاظ وزن کے صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ واقعات کو بیان کرنا مدنظر رکھا گیا ہے۔ ترجمہ ان کا یہ ہے۔ کہ اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا۔ اور بغیر قتال کے شام کا مالک ہوگا۔ یعنی دلائل کے لحاظ سے۔ شام کے تمام قلعے اس کی اطاعت کریں گے۔ اور وہ ہر حال میں اپنے مال کو خرچ کرے گا۔ اور معلم السلطین یہ بات سچ کہتی ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے حکم سے ہو کر رہے گی۔

چنانچہ آپ کے ذریعہ سے وہاں بنیاد رکھی گئی۔ اور مسیح موعود کی دعوت واضح طور پر پہنچائی گئی۔ اور آئندہ کے لئے آپ نے فرمایا ہے۔

"ایک فائدہ اس سفر سے یہ ہوا۔ کہ اب ہمارے مبلغین اور مبشرین کو یکہ و تنہا نہ سمجھیں گے علماء کی حالت اور مسلمانوں کے حالات میں نے بچشم خود دیکھ لئے ہیں۔ اب کام کرنا آسان ہوگا۔ اور مبلغین کو ہدایت دینے میں سہولت ہوگی۔ شام میں ہمارا مقابلہ ہوگا اور سخت ہوگا۔ مگر انشاء اللہ کامیابی بھی بہت بڑی ہوگی"

پس آپ کا وجود چونکہ مصدق ہے۔ ان پیشگوئیوں کا جو آنحضرت صلعم نے فرمائیں۔ اور جو مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق کیں۔ اس لئے آپ کی آمد پر ہم جتنی خوشی منائیں۔ کم ہے۔ آخر میں خاکسار حضور کی کامیابی و کامرانی پر مبارکباد کہتا ہوا اہلاً و سہلاً و مرحباً عرض کرتا ہے۔

خادم: جلال الدین شمس (مولوی فاضل) قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح دمشق میں اور غیر مبایعین فسق میں

خدائے عزیز کی باتیں آخر پوری ہو کر رہتی ہیں۔ جس تقریب و تحریک پر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو ولایت کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ اس کا اور اس کے غیر معمولی اسباب کا پیدا کرنا صرف ہماری طاقت و قدرت سے بالا تر تھا۔ بلکہ ہمارے تصور و خیال سے بھی باہر تھا۔ اور پھر باوجود شدید عوائق اور ناقابل برداشت مشکلات کے پیارے امام کا تشریف لے جانا بھی یقیناً خدا کے ارادہ اور منشاء سے خالی نہیں۔ میں صرف ان میں سے ایک نشان کا ذکر کرتا ہوں۔ جو اس سفر مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔ کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ خبر دی تھی۔ کہ ینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق۔ ان الفاظ کے ظاہری مفہوم کی جو قباحتیں ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود نے اپنی مختلف تحریرات میں بیان فرما کر ان کی اصل حقیقت تاویلات لطیفہ کے ذریعہ سے واضح کی ہے۔ ان میں سے ایک تاویل آپ نے یہ فرمائی ہے۔ کہ یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔ یعنی ہو سکتا ہے۔ کہ خود مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ سرزمین دمشق کی طرف سفر کرے۔ اور اس طرح بھی اس حدیث کا مفہوم پورا ہو جائے۔

سو الحمد للہ کہ اس بیان کی جس طریق پر واقعات نے تصدیق کی ہے۔ اور جن اسباب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا الفاظ کی صداقت ظاہر ہوئی ہے۔ وہ یقیناً ایک مومن اور احمدی مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان اور ترقی عرفان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ روحیں جو اس سے سرور و لذت اٹھا رہی ہیں۔ لیکن اس کے متعلق میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اس سے حضرت فضل عمر کی خلافت حقہ کا ایسا ثبوت ملتا ہے۔ جو منکران خلافت یعنی غیر مبایعین کا اپنا مسلمہ ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں مبایعین اور غیر مبایعین کے مابین بمقام پٹنہ در خلافت پر مباحثہ ہوا تھا۔ جس کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبروں نے "حافظ صاحب کی تقریریں اور ان کا جواب" کے نام سے شائع کیا۔ اس کے صفحہ ۱۹ پر جناب حافظ روشن علی صاحب کے ایک استدلال کا جواب دیتے ہوئے یوں بیان کیا گیا ہے:۔

"حضرت میرزا محمود احمد صاحب عرب اور مصر تو تشریف لے گئے۔ مگر شام میں دمشق تو تشریف نہ لے گئے۔ اور اگر آپ (حافظ صاحب) تحریر فرما دیتے۔ کہ حضور نے یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ کی عبارت حمامۃ البشریٰ میں دیکھی ہے۔ ذرا دمشق سے بھی ہو آویں تاکہ ہمارے دلائل اور ثبوتوں میں ایک زبردست ثبوت اور بھی بڑھ جاوے۔ مگر آپ نے بھی تحریر نہ کیا۔ اور خود حضرت میاں صاحب بھی شام کے قریب مصر تک گئے۔ مگر دمشق نہ گئے۔ ورنہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ حضرت کی یہ پیشگوئی اپنے ہاتھ سے پوری کر دیتے۔ (کل امر مرھون باوقاتہ ناقل) مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشاء ایزدی میں اس قسم کا خلیفہ اس عبارت میں موعود نہ تھا۔ جس قسم کا خلیفہ آپ نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے منشاء ایزدی نے حضرت میاں صاحب کو یہ موقع بھی نہ دیا"

اگر غیر مبایعین میں کچھ بھی حق پسندی کا مادہ ہوتا۔ تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے اس وقت جب کہ آپ ابھی سند خلافت پر متمکن نہ ہوئے تھے۔ عرب اور مصر تشریف لے جانے مگر دمشق نہ جانے سے وہ استدلال نہ کرتے۔ جو انہوں نے مندرجہ بالا سطور میں کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ کا یہ منشا نہیں۔ کہ میری جماعت کا کوئی شخص پہلے دمشق جائیگا۔ اور پھر میرا خلیفہ بنے گا۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ میرا خلیفہ دمشق میں جائے گا۔ یعنی پہلے خدا تعالےٰ اسے خلیفۃ المسیح کے منصب پر سرفراز فرمائے گا۔ اور پھر وہ دمشق میں جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اس وقت جب کہ آپ خلیفہ مسیح موعود نہ بنے تھے۔ دمشق کے قریب پہنچکر بغیر دمشق میں جانے کے واپس آگئے۔ مگر اب جب کہ حضور مسیح موعود کے خلیفہ کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ ایسے اسباب اور ایسے حالات کے ماتحت دمشق تشریف لے گئے۔ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ اور اس طرح ایک اور طریق سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ خلیفہ برحق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین ہیں۔ اور آپ کے مخالف اور منکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو جھٹلانے والے اور خدا تعالےٰ کے نشانات کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

کیا غیر مبایعین جنہوں نے مذکورہ بالا عبارت کو شائع کر کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خلاف استدلال کیا تھا۔ اب یقین کریں گے۔ کہ واقعی میں آپ کی خلافت اسی قسم کی ہے۔ جس قسم کی مبایعین نے تسلیم کی ہے۔ اور جس قسم کی خلافت حضرت مسیح موعود اپنے بعد قرار دے گئے ہیں۔ اگر اب بھی وہ اس اتنے بڑے نشان کو تسلیم نہ کرینگے۔ جو حضرت مسیح موعود کی تحریر کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خلافت کے برحق ہونے کے متعلق آپ کے دمشق تشریف لے جانے اور خدا تعالےٰ کی خاص قدرت کے ماتحت وہاں کے سفید مینارہ کے مشرق میں نزول فرمانے سے ظاہر ہوا ہے۔ تو پھر ان کے فسق میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ جائے گا۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ان لوگوں کو حقیقی معرفت اور نور عطا کرے تا حق کا انکار کر کے دین و دنیا کے خسران میں نہ پڑیں۔ کاش غیر مبایع اصحاب خدا تعالےٰ کے ان نشانات سے فائدہ اٹھائیں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صداقت اور تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

خاکسار: تاج الدین۔ لائل پوری (مولوی فاضل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی آمد کی خوشخبری

از مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت ہند

(فرمودہ ۲۱ نومبر ۱۹۲۴ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

آج سے چار ماہ پہلے جس سفر پر اس مقام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ رخصت ہوئے تھے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس سفر سے آپ واپس آ رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے موقع عطا فرمایا۔ کہ میں آپ لوگوں کو بتاؤں۔ کہ آپ خیریت کے ساتھ واپس آ رہے ہیں۔ اور پھر خیریت سے ہی نہیں۔ بلکہ ایسی کامیابیوں کے ساتھ واپس آ رہے ہیں کہ جن کو آج دوست اور دشمن سب تسلیم کر رہے ہیں۔ آپ کا سفر بڑی کامیابیوں کا موجب ہوا ہے۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ آئندہ بھی خدا تعالیٰ اسی طرح کامیابیاں عطا فرمائے ؛

جس وقت آپ تشریف لے گئے۔ انگلستان میں بہت تھوڑے لوگ تھے۔ جو جانتے تھے۔ کہ احمدیہ سلسلہ بھی کوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے حضور کے تشریف لے جانے پر چند دنوں میں ہی اس سلسلہ کو عزت اور عظمت کے ساتھ بے نظیر شہرت دی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کہ جماعت کی عزت لوگوں کے دلوں میں اس طرح پیدا ہو جائے۔ یہ ہماری کامیابیوں کا پہلا قدم ہے۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں اگر سلسلہ کی عظمت ہی نہ ہو۔ تو وہ اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ سو یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جو ہمارے خلیفۃ المسیح اور ہماری جماعت پر ہوا ؛

ہمیں کہا اور بتلایا جاتا تھا۔ کہ احمد کا نام مغرب میں لینا سم قاتل ہے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ احمدؐ کا نام ہرگز نہ لینا چاہیئے۔ یہ اسلام کے لئے خطرناک زہر ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے ایسے سامان کئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح وہاں گئے۔ اور آپ نے احمدؐ کے نام کو شہرت دی۔ اور لوگوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ اثر قبول کیا۔ اور پتہ لگ گیا۔ کہ وہ جھوٹے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ احمدؐ کا نام مغرب میں لینا سم قاتل ہے۔

اس وقت میں ان نتائج کو بیان نہیں کر سکتا۔ جو حضور کے اس مبارک سفر سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس کی نہ تو مجھ میں طاقت ہے۔ اور نہ اتنا وقت ہے۔ ہاں یہ بتا دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اتنی کامیابی عطا فرمائی ہے۔ کہ اگر جماعت سالہا سال بھی کوشش کرتی۔ تو احمدیت کو وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی۔ جو کہ حضرت صاحب کے اس چند ماہ کے سفر کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے ؛

پس خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ واپس آ رہے ہیں۔ اور جماعت کو مبارک ہو۔ کہ اس کا امام کامیاب اور بامراد اپنے سفر سے لوٹ رہا ہے ؛

اس خوشخبری کے سنانے کے بعد میں حضرت صاحب کے اس پیغام کی طرف بھی جماعت کی توجہ پھیرتا ہوں۔ جو آپ نے ساحل سمندر پر اترنے کے بعد دیا۔ اور جس میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں تمام جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے اس سفر اور مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ جس میں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حیرت انگیز کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اور پھر فرمایا ہے۔ جماعت کو اب پہلے سے بھی زیادہ قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ پس خدا تعالیٰ نے سلسلہ کو اس سفر کی وجہ سے کافی طور پر شہرت دی ہے۔ مگر اب ضروری ہے۔ کہ اس شہرت سے فائدہ اٹھایا جاوے۔ اور جماعت کی ترقی کے لئے پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ کوشش کی جاوے ؛

دوسرے لوگوں نے تاروں کے ذریعہ سے بھی سلسلہ کے دعویٰ کو پھیلایا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے الہام۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کو پورا کیا ہے۔ کیونکہ انگلستان کے لوگوں نے دنیا کے مختلف ممالک کے اخباروں اور لوگوں تک بذریعہ تاروں کے سلسلہ کے دعویٰ کو پہنچایا ہے۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ اگرچہ حضرت صاحب ایک لمبا عرصہ قادیان سے باہر رہے ہیں۔ مگر جماعت کی حالت ہر طرح سے قابل اطمینان رہی ہے۔ اس دوری سے امکان تھا۔ کہ جماعت میں کوئی فتنہ ہوتا۔ کیونکہ حاسد اور منافق ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ اور دشمنوں نے فتنہ انگیزی کی کوشش بھی کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ہر قسم کے فتنوں اور فسادوں سے بالکل محفوظ رکھا ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد اور اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی

جناب مفتی محمد صادق صاحب بمبئی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کے لئے سب اخباروں کے نمائندے آ رہے ہیں۔ جناب مفتی صاحب نے اخبار ٹائمز آف انڈیا ۱۹ نومبر ۱۹۲۴ء کا ایک کٹنگ بھی بھیجا ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح سے اخبار مذکور کے نمائندہ کی ملاقات کا حال درج ہے۔ اخبار مذکور نے گفتگو کا خلاصہ درج کرنے سے قبل حضرت صاحب کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ امام جماعت احمدیہ سے جو کہ کل اپنے لمبے سفر یورپ سے واپس آگئے ہیں۔ ہمارے اخبار ٹائمز آف انڈیا کے ایک نمائندہ نے ان کے بمبئی پہنچنے سے تھوڑی دیر ہی بعد ملاقات کی۔ یہ ملاقات نہایت ہی دلچسپ اور نئی روشنی دینے والی ثابت ہوئی۔ اس نئی اسلامی جماعت کے امام ایک ذی علم اور روشن دماغ نوجوان ہیں۔ اور انگریزی خوب روانی کے ساتھ بولتے ہیں"

اس نوٹ کے بعد ایک لمبا گفتگو کا خلاصہ درج کیا ہے۔ جس کا ترجمہ آئندہ شائع کیا جائیگا۔

احباب کو اطلاع

"الفضل" کے اس پرچہ کی کچھ کاپیاں زائد چھپوائی گئی ہیں۔ جو احباب منگانا چاہیں۔ مینیجر صاحب "الفضل" سے دو آنے فی کاپی کے حساب سے نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ وی پی طلب فرمالیں

نظم

بمسرت مراجعت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ

(از جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ)

از فرنگ آں دلستاں آید ہمے ۔ یار در ہندوستاں آید ہمے

مژدۂ تار است تارِ پیرہن ۔ بوئے یارِ مہرباں آید ہمے

نوبہارِ ملّت احمد رسول ۔ رنگ ریزِ گلفشاں آید ہمے

اے چمن زار حریم قادیاں! ۔ صد مبارک! باغباں آید ہمے

میرزا محمود احمد روح حق ۔ قادی (پیشوا) اندر قادیاں آید ہمے

دردِ منّت مرخدارا از ین قدوم ۔ بے سخن از گلستاں آید ہمے

شاد باش اے قادیان و دیرزی ۔ میزبانت میہماں آید ہمے

یعنی ذوالقرنین موعودِ مسیح ۔ سوئے مشرق ہمچو جاں آید ہمے

در عدد مہد است ہوزانِ جہاں ۔ در جہاں جانِ جہاں آید ہمے

دیگر ویراں کرد دُتہار اشکست ۔ آں بُتِ نامہرباں آید ہمے

آفتابِ روشن از مغرب طلوع ۔ کردہ۔ در آخر زماں آید ہمے

گرم بازاری است در مصر وطن ۔ یوسفم با کارواں آید ہمے

شد شمیم جانفزائش روح دہر ۔ آں گُل اندر بوستاں آید ہمے

آفتابِ ملّت و مہتاب دیں ۔ بر فرازِ آسماں آید ہمے

شہسوار عرصۂ اسلام را ۔ فتح و نصرت ہمعناں آید ہمے

از قدومش ذرۂ روشن اختر است
راہ رشک کہکشاں آید ہمے

احباب کرام کا شکریہ

اگرچہ نہایت ہی تنگ وقت اور اس قدر تنگ وقت میں کہ بیرونی احباب کو اطلاع بھی نہ دی جا سکی "الفضل" کا خیر مقدم نمبر شائع کرنیکا ارادہ کیا گیا۔ لیکن میں ان احباب کرام کا بہت ہی ممنون ہوں۔ جنہوں نے میری مخلصانہ درخواست پر باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے فوراً مضامین اور نظمیں لکھ کر مجھے مرحمت فرمائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل اور ان احباب کی مہربانی سے میں اس قابل ہو سکا۔ کہ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور یہ پرچہ پیش کر سکوں۔ (اڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے متعلق

جماعت احمدیہ کے مخلصانہ جذبات میں سے کچھ

ذیل میں ان نہایت ہی کثیر التعداد خطوط میں سے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دوران سفر یورپ میں اپنے خدام کی طرف سے موصول ہوتے رہے۔ اور جن کا ایک ایک لفظ بے نظیر محبت اور اخلاص کا مظہر ہے۔ چند ایک کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ان سے کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے محترم امام اور رہنما سے جو تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی نظیر صفحہ دنیا پر کہیں نہیں مل سکتی۔ ان خطوط کے اقتباسات کی قدر و اہمیت اس وقت بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔ جب اس بات کو مد نظر رکھا جائے۔ کہ خط لکھنے والوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ ان کے الفاظ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے کسی اور کی نظر سے بھی گذرینگے۔ چہ جائے کہ وہ اخبار میں شائع ہونگے۔ انہوں نے محض اپنے محبوب سے راز و نیاز کی باتیں کہی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ نہایت ہی پر لطف اور ایمان پرور ہیں۔ اور خوش قسمتی سے مجھے بھی ان سے آگاہ ہونے کا موقعہ مل گیا ہے۔ اس لئے میں اس مقدس راز کو فاش کرتا ہوں۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ جان نثاران و فدا کاران امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگاہ کروں۔ ان میں کا تو ہر ایک اپنے اخلاص میں خاص شان رکھتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ غیر از جماعت لوگوں کو بتاؤں۔ کہ اگر وہ بھی کامل مرشد اور سچے راہنما سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بھی اپنے سینوں میں جلوہ الہی کی آگ روشن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بھی پاک اور حقیقی محبت اور الفت کا مزا چکھنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ (اڈیٹر)

(۱) جناب شیخ محمد حسین صاحب بھسیانچ۔ "میرے پیارے سید۔ میرے پاس الفاظ نہیں۔ جن سے میں محبت کا اظہار کر سکوں۔ اور دل کی کیفیت کو لکھ سکوں۔ معلوم نہیں۔ یہ عاجز حضور کی واپسی تک زندہ بھی ہوگا یا نہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ پھر وہ دن نصیب کرے کہ میں جیتے جی حضور کا دیدار کر سکوں۔ بد نصیب پیغام پارٹی اعتراض کر رہی ہے۔ کہ حضور تاریں کیوں دیتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ ہم تو حضور کی طرف سے روزانہ تاروں سے خبر لینے کے خواہشمند ہیں۔ تا کہ حضور کی صحت کا حال ہم کو معلوم ہوتا رہے۔ ان کو کیا پتہ ہے۔ کہ ہمارے دل حضور سے کس قدر محبت رکھتے ہیں۔ اور ہم نے کس مجبوری سے حضور کو جدا کیا"

(۲) میاں محمد شفیع صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ شبقدر فورٹ۔ "یا سیدی۔ جس روز حضور کے لنڈن پہنچنے کی خبر والا اخبار الفضل مجھے ملا۔ میں کھانا کھا رہا تھا۔ اخبار کے دیکھتے ہی کھانے سے طبیعت سیر ہو گئی۔ حضور کے بخیریت لنڈن پہنچنے کا پڑھ کر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ حضور کی صحت کے لئے باقاعدہ دعا کی جاتی ہے۔ اللہ کریم حضور کو مکمل صحت عطا فرمادے"

(۳) قاضی عبد الحمید صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل امرتسر "حضور کے بمبئی سے جہاز پر سوار ہونیکے بعد میرے دل میں اور میں جانتا ہوں۔ جماعت کے ہر فرد کے دل میں بڑے زور سے یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ جماعت کا ایک ایسا رہبر اور امام ہونا کس قدر ضروری ہے۔ جس پر دین کے مستحکم ہونے اور خوف کے اس کے امن سے تبدیل ہونیکا وعدہ خداوندی صادق آتا ہو۔ میں ایسا خیال کرتا ہوں۔ کہ حضور کے ہمارے درمیان ہونے سے ہمارے قلوب میں ایک خاص تسکین اور ڈھارس تھی۔ گو کہ حضور اب بھی مسائل سمندر پار سے جماعت کے کاموں کی رہبری کرتے ہیں۔ لیکن اتنے بعد نے بھی ہمارے دلوں میں۔